20

سرکارِ مدینہ

کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی کے مختصر حالات

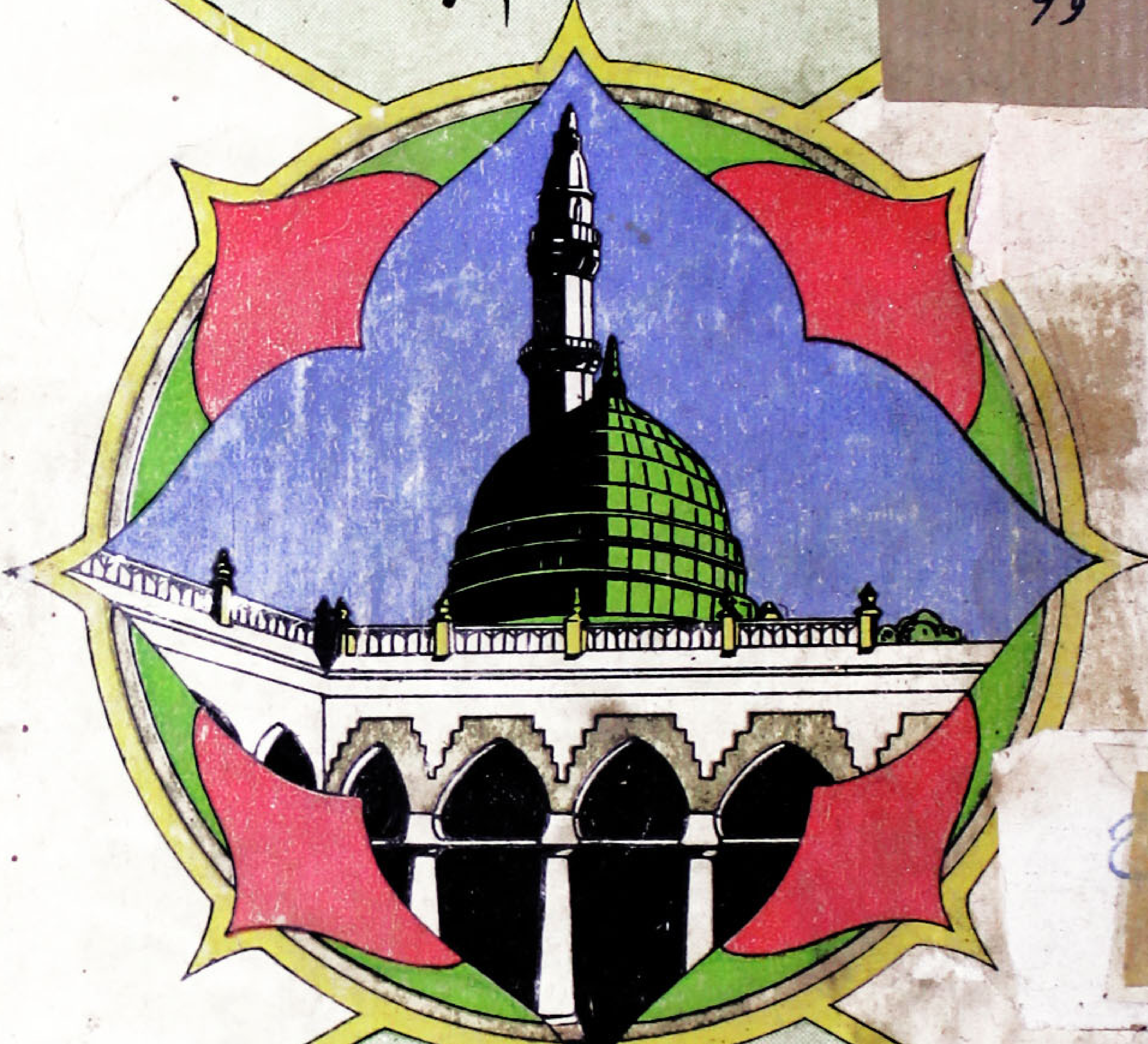

لمیٹڈ

910

لاہور ——— کراچی

عرب

ہمارے دیس سے مغرب کی طرف عرب کا مُلک ہے
جسے تین طرف سے پانی نے گھیر رکھّا ہے۔ یہ تو ٹھیک
ٹھیک معلوم نہیں ہو سکا۔ کہ اِس مُلک میں کتنے لوگ بستے
ہیں۔ ہاں کوئی ایک کروڑ کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ آب و ہوا
گرم خُشک ہے۔ جگہ جگہ رُوکھی سُوکھی جھاڑیاں ریتلے
بیابان اور پتھّریلے میدان ملتے ہیں۔ اِن ریگستانوں میں
کہیں کہیں اُونچے نیچے ٹیلے اور وادیاں بھی ہیں۔ جن میں
کھجور کے پیڑوں تلے چشمے موج مارتے نظر آتے ہیں ؎

مُلک میں کوئی دریا نہیں۔ صرف چھوٹے چھوٹے ندی
نالے ہیں۔ جو سال میں کئی مہینے خُشک پڑے رہتے ہیں۔ بارش
اِس طرح تو نہیں ہوتی۔ کہ جل تھل ایک ہو جائے۔ ہاں
مینہ برستا ضرور ہے۔ اور برسات کا موسم کئی مہینے رہتا
ہے۔ مُلک کا زیادہ حصّہ ریتلا ہے۔ لیکن بعض علاقوں میں

Marfat.com

قدرت نے ریگستانوں کے ساتھ ساتھ گلزار بھی کھلائے ہیں۔ مثلاً یمن۔ بحرین اور عمّان کے علاقے جو سمندر کے کنارے پھیلے ہوئے ہیں بڑے شاداب ہیں ؛

مُلک کے درمیان نجد کا علاقہ ہے۔ جسے چٹیل پہاڑوں اور ریگستانوں نے گھیر رکھا ہے۔ اِس سے ہٹ کے سمندر کے کنارے حجاز کا صُوبہ ہے۔ یہاں سرسبز وادیاں اور رنگیلے میدان پہلُو بہ پہلُو پھیلتے چلے گئے ہیں۔ مکّہ۔ مدینہ۔ جدّہ اور طائف اِس صُوبے کے مشہور شہر ہیں۔ ہمارے نبی مکّہ میں پیدا ہوئے تھے۔ مدینہ میں آپ کا مزار ہے۔ مکّہ سے کچھ دُور طائف ہے۔ یہ شہر باغوں سے گھرا ہُوا ہے۔ جہاں تک نظر کام کرتی ہے۔ پھل اور پھُول ہی دکھائی دیتے ہیں۔ بس ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تپتے میدانوں میں جنّت کا ایک ٹکڑا لا کے رکھ دیا گیا ہے ؛

عرب میں یُوں تو قِسم قِسم کے پھل پھُول اور جانور ملتے ہیں۔ مگر یہاں کے پھلوں میں کھجور اور جانوروں میں اُونٹ اور گھوڑے بہت مشہور ہیں۔ عربی گھوڑا بہت خوبصورت اور پھرتیلا ہوتا ہے۔ اُونچی گردن۔ پتلی کمر۔ چھوٹا سا سر۔

Marfat.com

پھولے ہوئے نتھنے۔ چاروں ہتھلیاں جھاڑ کے طرار دھو"!
ہے۔ تو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ بجلی سی کوند گئی ॥

اونٹ عرب کا خاص جانور ہے جن خوفناک ریگستانوں میں گھوڑا دو قدم نہیں چل سکتا۔ وہاں اونٹ بے تکان اُڑا چلا جاتا ہے۔ ایک مرتبہ پیٹ بھر کے پانی پی لیتا ہے۔ اور مدتوں اُسے پیاس نہیں ستاتی۔ کھانوں کو خاردار جھاڑیاں موجود ہیں۔ اور یہ قناعت پسند جانور اُنہیں پر گزارہ کرلیتا ہے ॥

عرب کے لوگ قافلے بنا کے چلتے اور اونٹوں پر سفر کرتے ہیں۔ مگر یہاں کے ریگستانوں میں کبھی کبھی ایسی زہریلی ہوا چلتی ہے۔ کہ قافلوں کے قافلے تباہ ہو جاتے ہیں۔ جب یہ ہوا چلنے لگتی ہے۔ تو پہلے افق پر سُرخی سی نظر آتی ہے۔ پھر اندھیرا چھا جاتا ہے۔ کچھ دیر میں ایک زرد سا غبار ابھرتا دکھائی دیتا ہے۔ اور سُورج خون کی طرح لال لال معلوم ہوتا ہے۔ اس وقت سُورج کی آنچیں تاقابل برداشت ہو جاتی ہیں۔ اور ہوا شور مچاتی فضائیں ہر طرف ریت بکھیر دیتی ہے۔ یہ دیکھ کر مسافر جان بچانے کیلئے بھاگ کھڑے ہوتے ہیں ॥

Marfat.com

کسی غار میں جا کر پناہ لیتے ہیں۔ یا مُنہ کے بل زمین پر گر پڑتے ہیں۔ اُونٹ کبھی بلبلاتے اور مُنہ میں جھاگ لا کر بھاگتے اور کبھی ریت پر سر ٹیکتے ہیں گرم گرم ریت آنکھوں اور نتھنوں میں گھُس جاتی ہے۔ دم گھُٹنے لگتا ہے۔ اور گرم ہوا جِسم کو جُھلسے ڈالتی ہے۔ اکثر قافلے یُوں ہی ریت میں دب کر ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اور اُن کا نام نشان بھی نہیں مِلتا ۔

Marfat.com

عرب کے لوگ

عرب کے لوگوں کا رنگ گندمی ہوتا ہے۔ پیشانی اُونچی۔ آنکھیں سیاہ اور تیز۔ جسم مضبُوط اور سڈول۔ وُہ ہاتھ کے سخی اور بات کے پکّے ہوتے ہیں ٭

جو خانہ بدوش عرب صحراؤں میں رہتے ہیں۔ اُن کے رہنے سہنے کا ڈھنگ ہزاروں برسوں سے ایک سا چلا آتا ہے۔ قبیلوں کے قبیلے بھیڑ بکریوں سمیت پانی اور چارے کی تلاش میں پھرتے رہتے ہیں۔ جہاں کوئی چشمہ اور اُس کے آس پاس کھجور کے دو چار پیڑ نظر آئے۔ وہیں اُتر پڑے اور کمبل تان کے تنبُو سے بنا لئے۔ جانور ہریاول سے پیٹ بھرتے ہیں۔ انسان بھیڑ۔ بکریوں اور اُونٹنیوں کے دُودھ اور کھجوروں پر گزران کرتے ہیں۔ یا پھر شکار کو نکل جاتے ہیں۔ اور جو کچھ ہاتھ آتا ہے۔ مل بانٹ کے کھا لیتے ہیں۔ جب تک پانی رہتا ہے۔ یہ

Marfat.com

وہیں ڈیرے ڈالے ہوئے رہتے ہیں۔ جب ختم ہو جاتا ہے۔ تو چل کھڑے ہوتے ہیں۔ پھر نیا دانہ نیا پانی نئی زمین نیا آسمان ؏

عرب کے لوگوں کے رہنے سہنے کا جو ڈھنگ آج ہے۔ پُرانے زمانے کی حالت سے اُس کا مقابلہ کیا جائے۔ تو زیادہ فرق نظر نہیں آتا۔ ہاں خیالات اور رسموں ریتوں میں بڑا فرق آگیا ہے۔ کوئی ڈیڑھ ہزار سال پہلے بھی یہ لوگ یُوں ہی صحراؤں میں رہتے تھے۔ کچھ لوگوں نے چھوٹی چھوٹی بستیاں بسا رکھی تھیں۔ اور تھوڑی بہت کھیتی باڑی بھی کرتے تھے۔ اِس کے ساتھ ساتھ انہیں تجارت کا بھی شوق تھا۔ اور اُن کے قافلے اِدھر ہندوستان اور اُدھر چین تک پہنچتے تھے ؏

عرب میں شاعری کا بہت چرچا تھا۔ چھوٹے بڑے عورتیں اور مرد سب شعر کہتے اور دُوسروں کے شعر شوق سے سُنتے۔ رات کو جب لوگ سب کاموں سے فارغ ہو کر مِل بیٹھتے۔ تو شاعر اپنے شعر سُنانے شروع کر دیتا۔ میدان میں دو بہادر آمنے سامنے ہوتے تو لڑائی شروع

Marfat.com

کرنے سے پہلے اپنے اپنے قبیلہ کی بڑائی اور اپنی طاقت اور شجاعت کی تعریف میں شعر پڑھتے۔ خانہ بدوش عرب جن کی عمریں تپتے صحراؤں میں گھومتے گزر گئی تھیں۔ ایک دوسرے سے گفتگو کرتے تو اُسے بھی شعروں سے رنگین اور بامزہ بنا دیتے تھے ؎

مکّہ کے پاس ہی ایک میلہ لگتا۔ یہاں دور دور کا تجارتی مال آتا اور ہزاروں کا لین دین ہوتا۔ عرب کے بہادر شہسوار نیزہ باز اور پہلوان اکٹھے ہوتے اور اپنے اپنے کرتب دکھاتے۔ اِن کرتبوں کے ساتھ ساتھ شاعری کے مقابلے بھی ہوتے یعنی شاعر ایک ایک کرکے لوگوں کے سامنے آتے اور اپنے اپنے شعر پڑھتے۔ اُن کی نظموں میں یا تو لڑائیوں کے تذکرے ہوتے تھے۔ یا خاندانوں کی بڑائی۔ سخاوت۔ مہمان نوازی اور شرافت کے قصّے۔ اُن کے شعروں میں نہ لفظوں کا اُلٹ پھیر ہوتا۔ نہ بناوٹ۔ صرف سیدھی سادی باتیں۔ کچھ جنگلوں اور ٹیلوں کا بیان کچھ صحراؤں کی وحشت اور ویرانی کا ذکر یا اُونٹوں اور گھوڑوں کی تعریف۔ لیکن اُن کی زبانوں سے جو کچھ

Marfat.com

نکلتا۔ دلوں میں اُتر جاتا۔ قبیلوں کی باگ انہیں شاعروں کے ہاتھ میں تھی۔ جب چاہتے اپنے کلام کی تاثیر سے لوگوں کے دِل اُلٹ دیتے تھے۔

اگرچہ ان لوگوں کی زبان۔ رہنے سہنے کے ڈھنگ چال ڈھال اور خیالات میں کوئی فرق نہیں تھا۔ پھر بھی اِس مُلک میں ایک حکومت قائم نہ ہو سکی۔ وُہ اپنے قبیلے کے سردار کے سوا کسی کا حُکم نہیں مانتے تھے۔ اور قبیلے کے سردار کی بھی بس اتنی عزت کی جاتی تھی۔ جتنی کُنبہ کے بُزرگ کی۔ کوئی مُشکل آپڑتی تھی۔ تو سب لوگ جمع ہو کر آپس میں مشورہ کر لیتے تھے۔

عربوں میں جہاں آزادی کی محبّت۔ مہمان نوازی۔ بہادری اور سخاوت جیسی خُوبیاں تھیں۔ وہاں اُن میں بہت سی بُرائیاں بھی تھیں۔ وُہ کھُلے بندوں شراب پیتے۔ جُوا کھیلتے۔ اُن میں لُوٹ مار کو بھی عیب نہیں سمجھا جاتا تھا۔ کوئی شخص کسی قافلے کو لُوٹ کے بہت سا مال لے آتا۔ تو سب لوگ اُس کی عزت کرتے۔ کئی کئی دِن دعوتیں ہوتی رہتی تھیں۔ شاعر اُس کی تعریف میں شعر کہتے تھے۔ ہاں اپنے

Marfat.com

قبیلے کے کسی شخص کو لوٹنا بڑا عیب سمجھا جاتا تھا۔ اُن میں آئے دِن لڑائی جھگڑے ہوتے رہتے تھے۔ ذرا ذرا سی بات پر اِس زور کی لڑائیاں ہوتی تھیں۔ کہ قبیلوں کے قبیلے کٹ جاتے۔ اور پھر یہ لڑائیاں ایک دو دن میں ختم نہیں ہو جاتی تھیں۔ بلکہ تیس تیس چالیس چالیس برس تک برابر تلواریں کھچی رہتی تھیں ؛

اُن کے مذہب کا بھی عجب حال تھا۔ کچھ بُتوں کو پُوجتے کچھ چاند ستاروں۔ دریاؤں اور پہاڑوں کی پُوجا کرتے۔ اُن میں کچھ لوگ حضرت عیسےٰؑ اور حضرت موسےٰؑ کے ماننے والے بھی تھے۔ لیکن اُن میں بہت سی خرابیاں پیدا ہوگئی تھیں۔ اور انہوں نے اپنی مذہبی کتابوں میں بہت سی بے اصل باتیں اپنے دِل سے گھڑ کے مِلا دی تھیں ؛

مکّہ میں پُرانے وقتوں سے ایک مسجد چلی آتی ہے۔ جسے کعبہ کہتے ہیں۔ اِس مسجد کو اللہ کے سچّے نبی حضرت اسمٰعیل نے بنایا تھا۔ وُہ عرب کے لوگوں کو سچّے خدا کی عبادت کا طریقہ بھی سکھا گئے تھے۔ لیکن حضرت اسمٰعیلؑ کی وفات کے بعد یہ لوگ سیدھے راستے سے بھٹک گئے۔

Marfat.com

اور بتوں کو پوجنے لگے۔ کچھ عرصے کے بعد اُن کی گمراہی ایسی بڑھی۔ کہ انہوں نے کعبہ میں بھی بُت لا کے رکھ دیئے ٭

Marfat.com

ہمارے نبیؐ

ہمارے نبی کا نام محمدؐ تھا۔ آپ حضرت اسمٰعیلؑ کے خاندان میں سے تھے۔ جو عرب کے سب گھرانوں سے بڑھ کر اونچا سمجھا جاتا تھا۔ آپ کے قبیلے کا نام قریش تھا۔ آپ کا گھرانا جو بنی ہاشم کہلاتا ہے۔ اسی قبیلے کی ایک شاخ ہے۔

ہمارے نبیؐ مکّہ میں پیدا ہوئے۔ یہ پرانا شہر سمندر سے کوئی چھ میل کے فاصلے پر ہے۔ اس کے گرداگرد ریتلے میدان اور چٹیل پہاڑیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ آپ کے والد عبداللہ مکّہ کے سردار عبدالمطّلب کے بیٹے تھے۔ آپ کی والدہ بی بی آمنہ بھی حضرت اسمٰعیلؑ کے گھرانے میں سے تھیں۔ آپ کی پیدائش سے دو مہینہ پہلے عبداللہ کا انتقال ہوگیا۔ وہ شام کے ملک میں گئے ہوئے تھے۔ وہیں بیمار ہوئے۔ لوٹتے وقت مدینہ سے گزرے۔ تو اپنی ننہال میں ٹھہر گئے۔ اور وہیں وفات پائی۔ موت کے وقت اُن کی

Marfat.com

عمر پچیس برس کے تھے۔ وہ اپنے خاندان کے دوسرے لوگوں کی طرح دولت مند تو نہیں تھے۔ ہاں اپنے سب بھائیوں سے زیادہ خوبصورت تھے ❊

ربیع الاوّل کا مہینہ تھا۔ جاڑا ختم ہو چکا تھا۔ درختوں میں کونپلیں پھوٹنے کو تھیں۔ کہ پچھلے پہر جب ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ اور صبح مکّہ کی اونچی نیچی گھاٹیوں پر نور بکھیر رہی تھی۔ ہمارے نبی پیدا ہوئے۔ آپ کے دادا سردار عبدالمطّلب کو خبر ملی۔ تو دوڑے دوڑے آئے۔ پوتے کو بیٹے کی نشانی سمجھ کر سینے سے لگایا۔ اور اپنے ملک کے دستور کے مطابق بہت سی خوشیاں منائیں ❊

عربوں کا قاعدہ تھا۔ کہ بچّوں کو پیدا ہوتے ہی شہر سے باہر بھیج دیتے تھے۔ وہاں وہ دیہاتی عورتوں کا دودھ پی کے پرورش پاتے۔ اور صحرا میں کھیل کود کے بڑے ہوتے۔ اِس طرح اُن کے ہاتھ پاؤں میں خوب طاقت آتی۔ اور اُن کے جسم لوہے کے سانچے میں ڈھل جاتے۔ ہمارے نبی ابھی ننھّے سے تھے۔ کہ اُنہیں ایک بی بی کے ساتھ جن کا نام حلیمہ تھا۔ مکّہ سے باہر بھیج دیا گیا ❊

Marfat.com

بی بی حلیمہ کو آپ سے بہت محبّت تھی۔ وُہ آپ کو اپنی آنکھ کا تارا سمجھتیں۔ اور اپنی اولاد کی طرح چاہتی تھیں۔ جب آپ ذرا سیانے ہوئے۔ تو اپنے دُودھ شریک بھائیوں کے ساتھ آس پاس کے میدانوں اور جنگلوں میں بکریاں چرانے لگے ۔

Marfat.com

بچپن

ہمارے نبیؐ نے آنکھ کھولی۔ تو سر پر نیلے آسمان کی چھت تھی۔ اور آس پاس سنسان بیابان۔ اِدھر کھجوروں کے جھنڈ۔ اُن کے پاس کچھ کچے مکان۔ خانہ بدوش عربوں کے خیمے ڈیرے۔ بھیڑ۔ بکریاں۔ گھوڑے اور اُونٹ۔ صُبح سویرے پورب سے سورج نکلتا۔ اور دِن بھر اپنی چمک دمک دکھا کے غائب ہو جاتا۔ پھر ہر طرف اندھیرا چھا جاتا۔ دِن بھر کے تھکے ہارے انسان اور حیوان آرام کرتے۔ اتنے میں تارے نکلتے اور اپنی چمک دمک سے کھجور کے پتّوں۔ ریت کے ٹیکروں۔ اور آس پاس کی گھاٹیوں کو چمکا دیتے۔ تھوڑی دیر میں جب چاند نکلتا اور اُس کی روپہلی کرنیں جلتی جلتی ریت پر آبِ حیات برسائیں۔ تو تاروں کی چمک دمک ماند پڑ جاتی ۔

Marfat.com

اِس حالت میں دِل عجب طرح کی لذّت پاتا۔ رہ رہ کر خیال آتا۔ کہ یہ چاند۔ سُورج۔ تارے۔ درخت۔ جنگل۔ میدان سب کے سب خوبصورت ہیں۔ ہر ایک حالت پر نہیں رہتے۔ اِن میں ہمیشہ ادل بدل ہوتا رہتا ہے۔ اِن چیزوں کو بنانے والا کوئی اَور ہے۔ جو اِن سب سے اُونچا اور اعلےٰ ہے۔ اُسے آنکھ دیکھ نہیں سکتی۔ مگر دِل پہچانتا ہے۔

اُس زمانے میں گھر گھر بُت تپُج رہے تھے۔ جہاں عربوں کا کوئی قبیلہ ڈیرے ڈالتا۔ وُہیں ایک مُورتی لاکے رکھ دی جاتی۔ لوگ اُن پر چڑھاوے چڑھاتے اُن سے اپنا دُکھ سُکھ کہتے۔ کٹھن وقتوں میں اُن کی مدد چاہتے۔ مگر ہمارے نبی کی طبیعت اِن بُتوں پر نہ جمی۔ لوگوں کو اُن کے آگے سر جُھکاتے دیکھ کر انہیں اچنبھا ہوتا۔ کہ آخر یہ لوگ اِن پتّھر اور مٹّی کی بےجان مُورتوں کو کیوں پُوجتے اور اُنہیں دُنیا کو بنانے اور پالنے والا جانتے ہیں۔ اِن بےچاروں میں تو اِتنی ہمّت بھی نہیں۔ کہ مُنہ پر مکھّی آ بیٹھے۔ تو اُسے اُڑا دیں

Marfat.com

ہمارے نبی کی عُمر چھ سال کی تھی۔ کہ بی بی آمنہ کا انتقال ہوگیا۔ اب آپ اپنے دادا کے پاس رہنے لگے۔ دو سال بھی گزُرنے نہ پائے تھے۔ کہ وُہ بھی چل بسے اور اِس طرح آپ کو خدا کے سوا دُنیا میں کسی کا سہارا نہ رہا۔ اِس حالت میں آپ کے ایک چچا ابوطالب آپ کو اپنے ہاں لے آئے۔

Marfat.com

جوانی

ہمارے نبی بچپن سے بہت شرمیلے اور نیک تھے آپ کی طبیعت میں بچوں کی سی شوخی اور ضد نام کو نہ تھی۔ جوں جوں آپ کی عمر زیادہ ہوتی گئی۔ آپ کے جوہر کھلتے گئے۔ مکّہ کے نوجوان میلوں ٹھیلوں۔ کھیل تماشوں۔ نیزہ بازی اور شاعری کے مقابلوں میں ایسے کھوئے ہوئے تھے۔ کہ انہیں اور کسی بات کی سُدھ بُدھ نہ تھی۔ مگر آپ ہمیشہ ان چیزوں سے الگ تھلگ رہتے تھے آپ بولتے کم اور سوچتے زیادہ تھے۔ اور آپ کے چہرہ سے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ آپ کسی بات پر سوچ بچار کر رہے ہیں ::

اِس کے ساتھ ساتھ آپ کی طبیعت کا یہ حال تھا۔ کہ کسی کو دُکھ میں دیکھ کے آپ بے چین ہو جاتے تھے۔ اور جب تک اُس کا دُکھ دُور نہ ہو جاتا تھا۔ آپ کو کل نہ پڑتی

Marfat.com

تھی۔ کسی بڈّھے آدمی کو کندھے پر بوجھ رکھّے دیکھتے۔ تو دوڑ کر اُس کا بوجھ خود اُٹھا لیتے۔ کوئی اندھا گرتا پڑتا ٹھوکریں کھاتا راستہ چلتا نظر آتا۔ تو بڑھ کر اُس کا ہاتھ تھام لیتے اور جہاں اُسے جانا ہوتا وہاں پُہنچا دیتے۔ کسی یتیم بچّے کو روتا دیکھتے۔ تو اُسے گود میں اُٹھا کے دلاسا دیتے۔ تو اُس کی تیمارداری کرتے اور ساری ساری رات ہٹّی سے لگے بیٹھے رہتے۔

ایک دن ایک بُوڑھا غُلام پانی کی مشک اُٹھائے نظر آیا۔ مگر اُس میں اتنا بوجھ اُٹھانے کی سکت نہ تھی۔ ٹانگیں کانپ رہی تھیں۔ چہرہ زرد۔ دو قدم چلتا اور ہانپنے لگتا۔ یہ حالت دیکھ کر آپ سے نہ رہا گیا۔ دَوڑ کر مشک اُٹھالی۔ اور اُس کے آقا کے گھر پُہنچا دی +

ایک دن دیکھا۔ کہ ایک غلام آٹا پیس رہا ہے۔ مگر ساتھ ساتھ روتا بھی جاتا ہے۔ آپ اُسے اِس حال میں دیکھ کر رُک گئے۔ پُوچھا کیوں رو رہے ہو۔ کہنے لگا۔ بیمار ہُوں۔ آٹا پیسا نہیں جاتا۔ آٹا نہ پسا تو ظالم آقا مارے کوڑوں کے کھال اُدھیڑ دے گا۔ آپ یہ سُن کر اُس کے پاس بیٹھ گئے۔ اور آٹا پیسنے لگے۔ پھر بولے

Marfat.com

تمہیں جب آٹا پسوانا ہو۔ مجھے بُلا لیا کرو۔

آپ یتیموں اور غریبوں کی خبرگیری کرتے۔ جن غریب عورتوں کی مدد کرنے والا کوئی نہ ہوتا اُنہیں سودا سلف لا دیتے۔ اُن کے بچّوں کو کھلاتے۔ کسی شخص پر کوئی مصیبت آپڑتی۔ تو جہاں تک بن پڑتا۔ اُس کی مدد کرتے۔ آپ کی اِن خُوبیوں کی وجہ سے چھوٹے بڑے سب آپ کی عزّت کرتے اور آپ کا نام بڑے ادب سے لیتے تھے۔ اکثر لوگ آپ کے پاس اپنی امانتیں رکھ جاتے۔ چُنانچہ مکّہ بھر میں آپ "امین" کے لقب سے مشہور تھے۔

Marfat.com

بی بی خدیجہؓ

مکّہ میں ایک نیک اور دولتمند بی بی رہتی تھیں۔ جن کا نام خدیجہ تھا۔ خدیجہ کے خاوند کا تو انتقال ہو چکا تھا۔ لیکن اُن کا کاروبار بہت پھیلا ہُوا تھا۔ جگہ جگہ اُن کے نوکر اور کارندے مقرّر تھے۔ جو تجارت کا مال لے کے شام اور آس پاس کے دُوسرے مُلکوں میں جاتے تھے۔ اور وہاں سے ہر قسم کا مال لاتے تھے۔

بی بی خدیجہ کو ایک ایسے محنتی اور دیانت دار آدمی کی تلاش تھی۔ جو اُن کے کاروبار کی دیکھ بھال کرے۔ ہمارے نبی کی نیکی اور دیانت داری کا چرچا سُن کے بی بی خدیجہ نے آپ کو بُلوا بھیجا۔ اور بہت سا مال دے کے شام کے مُلک میں بھیجا۔ آپ ایک دفعہ پہلے بھی اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ شام کا سفر کر چکے تھے۔ مگر اُس وقت آپ کی عمر بارہ تیرہ برس کی تھی۔ اب کے آپ تئیس چوبیس برس کی عُمر میں شام گئے۔

58619

Marfat.com

آپ سفر سے لَوٹے تو بی بی خدیجہ کے دل پر آپ کی نیکی۔ دیانت اور سچّائی کا ایسا اثر ہوا۔ کہ انہوں نے آپ سے شادی کرنے کا ارادہ کر لیا۔ آپ نے ابو طالبؓ ذکر کیا۔ انہوں نے اِس رشتہ پر خوشی ظاہر کی۔ ابو طالب آپ کے خاندان کے دُوسرے لوگ۔ اور قریش کے سردار بی بی خدیجہ کے ہاں جمع ہوئے۔ اور وُہیں نکاح پڑھا گیا۔

شادی کے وقت آپ کی عمر پچیّس برس سے زیادہ تھی۔ بی بی خدیجہ آپ سے عمر میں بڑی تھیں۔ اِس نیک بی بی سے کئی لڑکے اور لڑکیاں ہوئیں۔ لڑکا تو کوئی زندہ نہ بچا۔ لڑکیوں میں حضرت بی بی فاطمہ نے اپنی نیکی اور پرہیز گاری کی وجہ سے بڑا اُونچا رتبہ پایا۔ اور ہمارے نبی کے چچیرے بھائی حضرت علیؓ سے بیاہی گئیں۔ اُن کی اولاد بہت پھلی پھُولی اور دُنیا کے اکثر حصّوں میں پھیل گئی۔

Marfat.com

ایک جھگڑے کا فیصلہ

ہم پہلے بتا چکے ہیں۔ کہ مکّہ میں پرُانے وقتوں سے ایک مسجد چلی آتی ہے۔ جسے کعبہ کہتے ہیں۔ جس زمانے کا ذکر ہم کر رہے ہیں۔ اُن دِنوں کعبہ کی عمارت بہت کمزور ہو چکی تھی۔ اِس لئے قریش نے فیصلہ کیا۔ کہ اُسے گرا کے پھر بنایا جائے ،،

اِس کام میں سب لوگ شریک تھے۔ بڑے بڑے قبیلوں کے سردار خود گارا ڈھوتے۔ پتّھر اُٹھا اُٹھا کے لاتے۔ کچھ دنوں میں عمارت بن کر تیّار ہو گئی۔ صرف حجرِ اسود کو جو ایک کالا پتّھر اور حضرت ابراہیمؑ کی یادگار ہے۔ اپنی جگہ پر رکھنا باقی رہ گیا ،،

اب سوال یہ تھا۔ کہ یہ کام کون کرے۔ کوئی قبیلہ اِس موقع پر پیچھے نہیں رہنا چاہتا تھا۔ پہلے تو دیر تک بحث ہوتی رہی۔ یہ بحث ایسی بڑھی۔ کہ آپس میں

Marfat.com

تُو تُو مَیں مَیں ہونے لگی۔ اور تلواروں کے قبضوں پر ہاتھ جا پہنچے۔ یہ دیکھ کر کچھ بڑے بُوڑھے بیچ بچاؤ کرنے کو بڑھے اور ایک بُوڑھے سردار نے جس کی سب عزّت کرتے تھے۔ بڑھ کے کہا۔ اچھّا جو شخص کل صُبح سب سے پہلے کعبہ میں آئے گا۔ وہی یہ جھگڑا چکائے گا۔

آں حضرت کو اِس جھگڑے کی خبر نہیں تھی۔ اتّفاق سے آپ صُبح کو سب سے پہلے کعبہ میں پہنچے۔ اگرچہ جھگڑا بے ڈھب تھا۔ پر آپ نے اُسے اِس طرح مٹایا۔ کہ سب خُوش ہو گئے۔ یعنی آپ نے اپنی چادر بچھا کے حجرِ اسود کو اُس میں رکھا۔ پھر سب قبیلوں کے سرداروں سے کہا کہ چادر کے کونے تمام کے تمام اسے اُٹھاؤ۔ جب وُہ چادر کو اُٹھا کے اُس جگہ لائے۔ جہاں حجرِ اسود کو رکھنا تھا۔ تو آپ نے اُسے اپنے ہاتھ سے اُٹھا کے رکھ دیا۔

Marfat.com

نبوّت

شادی کے بعد آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے وقت کا خاصا حصّہ گھر کے کام کاج میں خرچ ہو جاتا تھا۔ لیکن اِن دھندوں میں پڑ کے بھی آپ اپنے اصلی کام کو نہ بھولے۔ جِتنا وقت مِلتا۔ غریبوں کی خبر گیری میں خرچ کر دیتے۔ بیماروں کی تیمار داری کرتے۔ بھوکوں کو کھانا کِھلاتے۔ اور کوئی اُن کے پاس حاجت لے آتا۔ تو اُس کی حاجت پُوری کر دیتے۔

ایک بار بی بی حلیمہ آپ سے مِلنے آئیں۔ اب وُہ بہت بُوڑھی ہو گئی تھیں۔ اُنہیں دیکھ کے بچپن کا زمانہ آپ کی نظروں تلے پھر گیا۔ آپ نے اُن کی بڑی خاطر کی۔ اور چلتے وقت چالیس بھیڑیں اُن کے ساتھ کر دیں۔

سوچ بچار کی عادت تو آپ میں ہمیشہ سے تھی لیکن اِن دنوں آپ ہمیشہ کسی گہرے خیال میں کھوئے رہتے تھے۔

Marfat.com

آہستہ آہستہ کھانا پینا بھی کم ہو گیا۔ مکّہ سے دو تین میل کے فاصلے پر ایک پہاڑ ہے۔ اُس میں ایک گہرا غار ہے۔ جسے غارِ حرا کہتے ہیں۔ آپ کبھی جَو کی روٹی یا کچھ کھجوریں اور پانی کا ایک کُوزہ لے کے اِس غار میں چلے جاتے۔ اور کئی کئی دن وہیں عبادت کرتے رہتے۔ پھر کھانے پینے کی سُدّھ بھی نہ رہی۔ حضرت خدیجہ خود آپ کو تلاش کر کے روٹی اور پانی پُہنچا دیتیں۔ ایک دِن عبادت کر رہے تھے۔ کہ ایک فرشتہ قرآن کی کچھ آیتیں لے کے آیا۔ اور خُوش خبری ملی۔ کہ اللہ نے آپ کو اپنا رسُول بنایا ہے۔ اور اپنے بندوں کی ہدایت کا کام آپ کے سپرد کیا ہے ؛

آپ نے دُنیا کے سامنے جو دین پیش کیا۔ اُس کا نام اسلام ہے۔ اسلام کے اصُول اور قاعدے قرآن میں بیان کئے گئے ہیں۔ قرآن پُورے کا پُورا ایک دفعہ ہی نہیں اُترا۔ بلکہ تھوڑا تھوڑا کر کے اُترا رہا ہے ؛

ہمارے نبی کوئی نیا دین نہیں لائے۔ آپ سے پہلے جو نبی آئے۔ وُہ بھی لوگوں کو اسلام کی طرف ہی بُلاتے

Marfat.com

رہے ہیں۔ لیکن اِن نبیوں کے ماننے والوں نے خُدا کی عبادت کے صحیح طریقے کو بُھلا دیا۔ اور وُہ اللہ کی طرف سے جو کتابیں لائے تھے۔ اُن میں بہت سی باتیں اپنی طرف سے گھڑ کے ملا دیں۔ غرض اِسلام اللہ کا سچّا دین ہے۔ جس کا وعظ خدا کے تمام رسُول اپنے اپنے زمانے میں کرتے رہے ہیں ؛

قرآن میں کوئی ادل بدل نہیں ہُوا۔ یہ کتاب ہمارے نبی پر جس طرح اُتری تھی۔ اُسی طرح موجُود ہے۔ اور اُس میں کوئی ادل بدل ہو بھی کیسے سکتا تھا۔ قرآن کی آیتیں جیسے جیسے اُترتی تھیں۔ لوگ انہیں لکھنے کے علاوہ یاد بھی کر لیتے تھے۔ آج بھی دُنیا میں لاکھوں آدمی ایسے موجُود ہیں۔ جنہیں پُورا قرآن یاد ہے ؛

Marfat.com

اِسلام کا وعظ

سب سے پہلے حضرت خدیجہ نے اِسلام قبول کیا۔ پھر آپ کے چچیرے بھائی حضرت علیؓ جو ابو طالب کے بیٹے تھے۔ آپ کے بچپن کے دوست حضرت ابو بکرؓ اور آپ کے غلام حضرت زید ایمان لائے ۔

تین برس تک اسلام چُپکے چُپکے پھیلتا رہا۔ ایک دفعہ آپ اور حضرت علیؓ نماز پڑھ رہے تھے۔ کہ ابو طالب نے دیکھ لیا۔ پُوچھا۔ بھتیجے۔ تُم کِس مذہب کے طریقے پر عبادت کر رہے ہو۔ آپ نے جواب دیا۔ چچا جان یہ حضرت ابراہیمؑ اور خُدا کے دُوسرے نبیوں کا سچّا دین ہے۔ آپ بھی کیوں اِس دین میں نہیں آجاتے۔ انہوں نے جواب دیا۔ مَیں اپنے باپ دادا کا طریقہ تو نہیں چھوڑ سکتا۔ البتہ تمہاری مخالفت بھی نہیں کروں گا ۔

Marfat.com

مکّہ کے پاس صفا کی پہاڑی ہے۔ آپ کو نبوّت ملے تین برس ہو چکے۔ تو آپ نے ایک دن اِس پہاڑی پر چڑھ کر مکّہ کے لوگوں کو پُکارا۔ وہ دَوڑے دَوڑے آئے۔ جب سب اکٹھے ہو چکے۔ تو آپ نے کہا۔ اے لوگو تم مجھے کیسا سمجھتے ہو۔ سب نے جواب دیا آپ سچّے اور امین ہیں۔ ہم نے آپ میں کوئی بُرائی نہیں دیکھی +

آپ نے کہا اگر مَیں تم سے کہوں۔ کہ اِس پہاڑی کے پیچھے ایک بہت بڑی فوج تم پر ٹوٹ پڑنے کے لئے تیّار کھڑی ہے۔ تو کیا تم اسے سچ سمجھو گے۔ لوگوں نے کہا۔ ہم اسے ضرور سچ سمجھیں گے۔ کیونکہ آپ نے جھوٹ نہیں بولا۔ آپ نے فرمایا۔ تو سُنو اگر تم نے پتھر کی بے جان مُورتوں۔ درختوں اور پہاڑوں کی پُوجا نہ چھوڑی۔ اللہ کو ایک نہ مانا۔ اُس کو دُنیا کا پَیدا کرنے والا اور پالن ہار نہ جانا۔ تو تم پر سخت عذاب آئے گا +

قریش میں یہ باتیں سُننے کی تاب کہاں تھی۔

Marfat.com

وہ تو پتھر کی مورتوں کو اپنی حاجتیں پوری کرنے والا جانتے تھے۔ اُن پر چڑھاوے چڑھاتے اُن سے اپنا دُکھ درد کہتے۔ اور مُرادیں مانگتے تھے آنحضرتؐ کی باتیں سُن کر ہر طرف شور مچ گیا۔ اور قریش آپ کو بُرا بھلا کہتے اپنے گھروں کو چلے گئے۔

Marfat.com

مخالفت

اب مکّہ کے لوگوں نے آنحضرتؐ کی مخالفت پر کمر باندھی۔ وُہ آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچاتے۔ گالیاں دیتے۔ ڈھیلے اور پتّھر پھینکتے۔ یہ وُہی لوگ تھے۔ جو کچھ دِن پہلے آپ کو سچّا اور امین کہتے۔ اور آپ کی تعریفیں کرتے نہ تھکتے تھے۔ لیکن اِدھر آپ نے اُن کو اِسلام کی طرف بُلایا۔ اور اُدھر وُہ آپ کے خُون کے پیاسے ہو گئے۔ اِن میں قریش کا ایک سردار ابوجہل سب سے آگے نظر آتا تھا۔ اور دُوسروں کو بھی آپ کی مخالفت پر اُکساتا رہتا تھا۔

قریش نے ابوطالب سے بہتیرا کہا۔ کہ یا تو اپنے بھتیجے کو ہمارے حوالے کر دو۔ نہیں تو ہم سے الگ ہو جاؤ۔ پر انہوں نے آنحضرتؐ کا ساتھ نہ چھوڑا۔ ہاں آپ کا ایک چچا ابولہب بدستور آپ کی مخالفت پر

Marfat.com

جما رہا۔ جب قریش نے دیکھا۔ کہ ڈرانے دھمکانے سے کام نہیں چلا۔ تو دولت کا لالچ دیا۔ لیکن یہ تدبیر بھی نہ چلی۔

آپ مکہ میں دن بھر پھرتے رہتے۔ لوگوں کو اسلام کی طرف بلاتے۔ جو ملتا۔ اُس سے یہی کہتے۔ کہ پتھر کی بے جان مورتوں میں کیا رکھا ہے۔ اُن میں تو اتنی بھی طاقت نہیں۔ کہ منہ پر مکھی آ بیٹھے۔ تو اُسے اُڑا سکیں۔ پھر اُنہیں کیوں پُوجتے ہو۔ سچے خدا کو کیوں نہیں پہچانتے۔ نیکی اور پرہیزگاری کا راستہ کیوں نہیں اختیار کرتے۔ لوگ آپ کی باتیں سُن کے ہنستے۔ آپ کو دیوانہ کہتے۔ گالیاں دیتے۔ پھر بھی کچھ لوگ جنہوں نے آپ کی باتیں غور سے سُنی تھیں۔ آپ پر ایمان لے آئے۔ قریش یہ دیکھ کے بہت ڈرے۔ اور یہ مشہور کر دیا کہ محمدؐ جادُوگر ہیں۔ جو اُن کی باتیں سُنتا ہے۔ اُن کے ساتھیوں میں شامل ہو جاتا ہے۔ بہت سے لوگ آپ کو دیکھ کے کانوں میں اُنگلیاں ٹھونس لیتے تھے۔ کیونکہ جو شخص ایک دفعہ آپ کی زبان سے قرآن سن لیتا تھا۔ اُس کا دِل اللہ کے کلام کی حرارت سے پگھل جاتا تھا۔ اور وُہ اپنے باپ دادا کے طریقہ کو چھوڑ کے اللہ والوں کے گروہ میں شامل ہو جاتا تھا۔

Marfat.com

حضرت امیر حمزہ

آنحضرت کے چچا حمزہ اپنے زمانے کے بڑے بہادر لوگوں میں سے تھے۔ اور اُن کی شہسواری کی دھاک سارے عرب میں بیٹھی ہوئی تھی۔ چنانچہ اُن کی بہادری کے بارے میں لوگوں نے بہت سی کہانیاں جوڑ رکھی ہیں۔ جو اب بھی ہندوستان اور ایران میں بہت مشہور ہیں۔

ایک دن ابوجہل نے آنحضرت کی شان میں بڑی بڑی گستاخیاں کیں۔ اور آپ کو بہت بُرا بھلا کہا۔ حضرت حمزہ شکار کو گئے تھے۔ شام کو واپس آئے۔ تو پڑوس کی ایک عورت نے اُنہیں سارا واقعہ سُنایا۔ جسے سُن کر اُن کی آنکھوں میں خون اُتر آیا۔ اُسی وقت ابوجہل کی تلاش میں نکلے۔ وہ قریش کے سرداروں کی محفل میں بیٹھا تھا۔ کہ یہ پہنچے۔ اپنی کمان زور سے اُس کے سر پر ماری۔ اور للکار کر کہا۔ کہ ہمّت ہے

Marfat.com

تو آ اور مجھ سے دو دو ہاتھ کر لے۔ وہ جانتا تھا کہ ان سے مقابلہ کیا۔ تو جان کی خیر نہیں۔ اس لئے چُپکا ہو رہا۔ یہ وہاں سے سیدھے آنحضرت صلعم کے پاس آئے۔ اور اسلام قبول کر لیا۔ حضرت حمزہ جیسے بہادر کے اسلام قبول کرنے سے مسلمانوں کے دِل مضبوط ہو گئے +

Marfat.com

حضرت عمرؓ

حضرت حمزہ کی طرح حضرت عمرؓ کے اِسلام لانے سے بھی مسلمانوں کی طاقت بہت بڑھ گئی۔ وُہ شروع شروع میں اسلام کے سخت مخالف تھے۔ اُن کی ایک لونڈی مسلمان ہو گئی تھی۔ اُسے بہت پیٹتے تھے۔ پیٹتے پیٹتے تھک جاتے تو کہتے۔ ذرا دم لے لوں پھر پیٹوں گا۔

ایک دِن غُصّہ میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے قتل کا ارادہ کر کے گھر سے نکلے۔ راستے میں ایک شخص سے مُلاقات ہو گئی۔ اِن کے تیور دیکھ کر اُس نے پُوچھا۔ خیر تو ہے۔ تُم اتنے غُصّے میں کہاں جا رہے ہو۔ جواب ملا محمد (صلّے اللہ علیہ و سلّم) کو قتل کرنے جا رہا ہُوں۔ اُس نے کہا۔ پہلے اپنے گھر کی خبر لو۔ تمہاری بہن اور بہنوئی دونوں مسلمان ہو چکے ہیں۔

Marfat.com

عمرؓ غصّہ میں کانپتے ہوئے پلٹے اور بہن کے گھر پہنچے۔ اِس وقت وُہ دونوں میاں بیوی قرآن پڑھ رہے تھے۔ ان کی آواز سُنتے ہی قرآن کے ورق چھُپا دئے۔ انہوں نے پہلے دونوں کو خُوب پیٹا۔ پھر کہا۔ تمُ جو کچھ پڑھ رہے تھے۔ کہاں ہے۔ اُنہوں نے قرآن کے ورق لاکر سامنے رکھ دیئے۔ جُوں جُوں پڑھتے جاتے تھے۔ چہرے کا رنگ بدلتا جاتا تھا۔

وہاں سے اُٹھ کر سیدھے آنحضرت صلّے اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں پہنچے۔ دروازہ کھٹکھٹایا تو اندر سے آواز آئی کون ہے؟ جواب دیا۔ عمرؓ۔ کچھُ مسلمان گھبرائے۔ کہ خدا جانے یہ اِس وقت کس ارادے سے آئے ہیں؟ اور کیا فساد اُٹھائیں گے۔ حضرت حمزہ بھی مَوجُود تھے۔ انہوں نے کہا آنے دو۔ صُلح کی نیّت سے آیا ہے۔ تو خیر ورنہ اُسی کی تلوار سے اُس کا سر اُڑا دُوں گا۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم خود اُٹھ کر بڑھے۔

Marfat.com

اور پوچھا۔ عمرؓ کس ارادہ سے آئے ہو۔ عمرؓ سہم گئے۔ کپکپاتی ہوئی آواز میں بولے حضور مسلمان ہونے۔ یہ سُن کر مسلمانوں نے اِس زور سے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا۔ کہ مکہ کے پہاڑ گونج اُٹھے۔

Marfat.com

کافروں کا ظلم

جُوں جُوں دن گزرتے گئے قریش کا ظلم بڑھتا ہی گیا۔ حضرت بلالؓ ایک حبشی غلام تھے۔ جن کے سینے کو اسلام نے نورانی کر رکھا تھا۔ اُن کا آقا جو کافر تھا۔ بڑا ظالم شخص تھا۔ وہ انہیں چلچلاتی دُھوپ میں تپتی ریت پر لٹا دیتا۔ اور اُس کے سینے پر پتھر کی سل رکھ دیتا۔ لیکن اِس حالت میں بھی وُہ خدا کا نام پکارنے سے باز نہ آتے تھے۔ اُن کا آقا اِس پر بہت جھلاتا اور اُن کے گلے میں رسّی ڈال کے مکّہ کے شریر لڑکوں کے حوالے کر دیتا۔ وُہ اُنہیں گلی کوچوں میں کھینچتے پھرتے۔

حضرت عمار بن یاسر ایک اور بزرگ تھے۔ جن کے کنبے پر قریش نے بڑے بڑے ظلم توڑے۔ حضرت عمار کو وُہ جلتی ریت پر لٹا کے خوب پیٹتے۔ اُن کے والد نے بھی قریش کے ظلم سہتے سہتے جان دے دی۔ اور اُن کی

Marfat.com

والدہ کو ابو جہل نے جو اسلام کی مخالفت میں ہمیشہ سب سے آگے رہتا تھا۔ بیرحمی سے شہید کر ڈالا۔ لونڈی غلام اور غریب لوگ تو خیر ہمیشہ کافروں کے ظلم کا نشانہ بنے رہتے تھے۔ جو لوگ بڑے عزّت دار سمجھے جاتے تھے۔ انہیں بھی یہ لوگ دُکھ دیتے اور ستاتے رہتے تھے +

کافروں کے ظلم سے تنگ آکر کچھ مُسلمان رسُول خدا کی اجازت سے حبش کے مُلک میں چلے گئے۔ اِس مُلک کا بادشاہ اگرچہ عیسائی تھا پر بڑا شریف اور رحم دِل شخص تھا۔ اُس نے مسلمانوں کو بڑی اچھی طرح اپنے ہاں رکھا۔ قریش نے بہتیرا سر پٹکا۔ کہ کسی طرح مُسلمانوں کو اُن کے حوالے کر دیا جائے۔ پر اُس نے اُن کی بات نہ مانی +

جب قریش کسی طرح اسلام کو پھیلنے سے نہ روک سکے۔ تو انہوں نے سارے بنی ہاشم سے بات چیت۔ لین دین میل جول بند کر دیا۔ رسُول خدا۔ حضرت حمزہ۔ حضرت علی ابوطالب اور اُن کے کُنبے کے دُوسرے لوگوں نے ایک گھاٹی میں پناہ لی۔ جو ابو طالب کی گھاٹی کہلاتی ہے۔ قریش نے لوگوں کو تاکید کر دی تھی۔ کہ بنی ہاشم تک اناج کا

Marfat.com

دانہ بھی پہنچنے نہ پائے ۔ اِس لئے کبھی کبھی درختوں کے پتّوں پر گزُارہ کرنا پڑتا تھا ۔ تین برس تک یہی حال رہا ۔ آخر کچھ لوگوں کو ترس آیا ۔ اور یہ ناکہ بندی اُٹھا دی گئی ۔ اب رسُولِ خدا اور آپ کے خاندان کے لوگ آزادی سے مکّہ میں آنے جانے اور لوگوں سے مِلنے جُلنے لگے ۔

آپ کو گھاٹی سے نکلے ہوئے تھوڑے ہی دِن ہوئے تھے ۔ کہ آپ کے پیارے چچا ابو طالب نے وفات پائی ۔ ابھی یہ زخم ہرا تھا ۔ کہ بی بی خدیجہ چل بسیں ۔ اس وقت آپ کی عمُر اُنچاس برس کی تھی ۔ اور آپ کی نبوّت کا نواں سال تھا ۔

Marfat.com

ہجرت

مکّہ سے دو سو میل شمال کی طرف مدینہ کا پُرانا شہر ہے۔ ہمارے نبی نے اپنی زندگی کا آخری زمانہ یہیں گزارا۔ یہیں وفات پائی۔ اور یہیں دفن ہوئے۔ اِس شہر کا اصل نام یثرب ہے۔ رسُولِ خدا یہاں تشریف لائے۔ تو لوگوں نے اسے مدینۃ النبی یعنی نبی کا شہر کہنا شروع کر دیا۔ مدینۃ النبی مختصر ہو کر صرف مدینہ رہ گیا۔ اور اب یہ شہر اسی نام سے مشہور ہے +

مدینہ چھوٹا سا شہر ہے۔ کوئی تیس پینتیس ہزار کی آبادی ہو گی۔ شہر کے گرداگرد چالیس فٹ اُونچی دیوار کھچی ہے۔ جس میں تین بڑے بڑے دروازے بنے ہیں +

مدینہ کے قریب پہنچو۔ تو چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں کے

Marfat.com

ساتھ ساتھ ہرے بھرے کھیت پھیلے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اِن سے ذرا ہٹ کے کھجور کے اُونچے اُونچے درختوں کی قطاریں اُن سے پرے روضہ مُبارک کا سبز گنبد جسے دیکھ کے آنکھوں میں ٹھنڈک پڑتی ہے اور دِل عجب طرح کی لذّت پاتا ہے ⁕

یہاں کی آب و ہوا خُوش گوار ہے۔ اور زمین زرخیز اِس لئے کھیتی باڑی خُوب ہوتی ہے۔ شہر میں میٹھے پانی کے بہت سے کنوئیں بھی ہیں۔ جن کی وجہ سے کبھی پانی کا توڑا نہیں پڑتا ⁕

جِن دنوں ہمارے نبی کو اللہ نے پیغمبری کا رُتبہ بخشا۔ مدینہ کے لوگ بھی مکّہ اور عرب کی دُوسری بستیوں کے رہنے والوں کی طرح بُتوں کی پُوجا کرتے ہیں۔ اُن کے علاوہ حضرت موسےٰؑ کے بہت سے پیرو بھی آباد تھے ⁕

نبوّت کے چھٹے ساتویں سال جب اسلام کا چرچا پھیلا اور مدینہ والوں کو رسُول خدا کا حال معلوم ہُوا۔ تو وہاں سے چھ آدمی مکّہ پہنچے۔ آپ سے رات کے وقت

Marfat.com

ملے۔ قرآن سُنا۔ اور اسلام قبول کر لیا۔ اِن لوگوں نے مدینہ پہنچ کر کہا۔ کہ جس نبی کا ذِکر اگلے پیغمبروں نے اپنی کتابوں میں کیا ہے۔ وُہ آ گیا ہے۔ ہم اُس سے ملے ہیں۔ اور اُس کی باتیں سُنی ہیں ؛

دُوسرے سال مدینہ سے بارہ آدمی مکہ آ کے مسلمان ہوئے۔ اُس سے اگلے برس بہتر مردوں اور عورتوں نے مدینہ آکر رسُولِ خدا کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور بڑے اصرار کے ساتھ عرض کیا۔ کہ آپ مدینہ تشریف لے چلیئے۔ آپ خود تو نہیں گئے۔ ہاں اپنے ساتھیوں کو جانے کی اجازت دیدی ؛

اب مُسلمان مکہ چھوڑ چھوڑ کے مدینہ جانے لگے۔ کچھ اکیلے دکیلے گئے۔ کچھ اپنے کُنبے والوں اور دوستوں کے ساتھ۔ اتنے میں رسُولِ خدا کو بھی اللہ کی طرف سے مدینہ جانے کا حُکم آ گیا۔ آپ کے پاس بہت سے لوگوں کی امانتیں تھیں وُہ آپ نے حضرت علی کے حوالے کیں۔ اور کہا۔ کہ یہ امانتیں لوگوں کو پُہنچا کے تُم بھی مدینہ چلے آنا۔ پھر جب آدھی رات ڈھل چُکی۔ تو آپ نے حضرت علی کو

Marfat.com

اپنے بچھونے پر سُلا دیا + اور خود گھر سے نکل حضرت ابو بکرؓ کو ساتھ لے مدینہ روانہ ہو گئے +

جس رات آپ مکہ سے نکلے۔ اُسی رات کافروں نے آپ کو قتل کرنے کا منصوبہ باندھ رکھا تھا۔ آپ اُن کے بیچ میں سے نکل کے چلے گئے۔ اور اُنہیں خبر تک نہ ہوئی۔ پچھلے پہر جب پو پھٹنے میں تھوڑی دیر باقی رہ گئی تھی۔ یہ لوگ مکان کے اندر گھس آئے۔ پر آپ کی جگہ حضرت علیؓ کو سوتا پایا۔ تو سناٹے میں آ گئے۔ اب آپ کی تلاش شروع ہوئی۔ لوگ گھوڑوں اور اونٹوں پر سوار ہو کر ہر طرف پھیل گئے۔ پر آپ کا کھوج نہ ملا +

مکہ سے تین میل دور ثور نام پہاڑ ہے۔ رسُولِ خدا حضرت ابو بکرؓ کو ساتھ لے کے نکلے۔ تو اسی پہاڑ کی ایک کھوہ میں پہنچ کے دم لیا۔ تیسرے دن غار سے نکلے۔ دو اونٹ پہلے ہی سے تیار تھے۔ اُن پر سوار ہو کر مدینہ کا رُخ کیا +

مدینہ سے کچھ دور قبا ایک بستی ہے۔ بہت سے مسلمان مکہ سے یہاں ٹھہرے ہوئے تھے۔ رسُولِ خدا بھی

Marfat.com

یہیں اُتر پڑے۔ اور چودہ دِن یہیں رہے۔ آپ نے قبا میں ایک مسجد کی بُنیاد ڈالی۔ اِس مسجد کے بنانے میں بڑے بڑے صحابی شریک تھے۔ کوئی گارا لاتا۔ کوئی پتھر ڈھونڈتا۔ کوئی لکڑیاں چیرتا اور اُنہیں صاف کرتا۔ خود رسُولِ خدا بوجھل بوجھل پتھر اُٹھا کے لاتے تھے۔

پندرھویں دِن آپ مدینہ چلے۔ قبا سے مدینہ تک شہر سا بسا ہُوا تھا۔ لوگ راستے کے دونوں طرف صفیں باندھے کھڑے تھے۔ شہر کے پاس پہنچے۔ تو گھروں کی چھتیں عورتوں سے پٹی پڑی تھیں۔ اور ننھی ننھی لڑکیاں دف بجا بجا کر آپ کی تعریف میں گیت گا رہی تھیں۔

ہر شخص یہ چاہتا تھا۔ کہ رسُولِ خدا میرے ہاں ٹھہریں۔ لوگ راستے میں جگہ جگہ اُونٹ کی مُہار تھام کے عرض کرتے تھے۔ کہ یا رسُول اللہ ہمارے مہمان بن کے ہمیں عزت بخشئے۔ آپ نے فرمایا۔ اُونٹ کو چھوڑ دو۔ جہاں یہ رُکے گا۔ مَیں وُہیں اُتر پڑوں گا۔ اُونٹ حضرت ابو ایّوب کے مکان کے پاس ایک میدان میں رُکا۔ آپ نے وُہ جگہ خرید لی۔ وہاں مسجد کی بُنیاد ڈالی۔

Marfat.com

اور خود حضرت ابوایوب کے مکان میں جا ٹھہرے۔
آپ جب مکّہ سے مدینہ تشریف لے گئے۔ تو آپ کی عمر ۵۳ برس کی تھی۔ اور آپ کو نبوت کا مرتبہ ملے ۱۲ برس ہو چکے تھے۔ سن ہجری اِسی سال سے شروع ہوتا ہے۔

Marfat.com

مہاجرین اور انصار

ایک جگہ چھوڑ کے دُوسری جگہ چلے جانے کو ہجرت کہتے ہیں۔ اِس لیئے جو مسلمان مکّہ سے مدینہ آئے۔ وُہ مہاجرین یعنی ہجرت کرنے والے کہلاتے ہیں۔ اور مدینہ کے جو لوگ اسلام لائے وُہ انصار کے لقب سے مشہور ہیں۔ انصار مدد کرنے والوں کو کہتے ہیں ﴿

بہت سے مسلمان پہلے ہی گھر بار چھوڑ کر حبش چلے گئے تھے۔ جو باقی رہ گئے تھے۔ وُہ مدینہ چلے آئے۔ اِن میں بعض خاصے دولت مند تھے۔ پر کافروں نے چلتے وقت انہیں کچھ بھی ساتھ نہ لانے دیا تھا۔ اِس لئے وُہ مدینہ پہنچے۔ تو بالکل خالی ہاتھ تھے مدینہ والوں نے اِن پردیسیوں کو سر آنکھوں پر بٹھایا۔ اور ایسی خاطر کی۔ کہ پردیس میں گھر کا سارا آرام ملنے لگا ﴿

Marfat.com

مکّہ سے پنتالیس مُسلمان مدینہ آئے تھے۔ رسُولِ خدا نے انہیں اور انصار کو ایک جگہ جمع کیا۔ پھر ایک ایک مہاجر اور ایک ایک انصاری کو بُلا کے فرمانے لگے۔ کہ تُم آپس میں بھائی بھائی ہو۔ انصار نے یہ بھائی چارہ اِس طرح نباہا۔ کہ سگے بھائی بھی کیا نباہیں گے یعنی اپنے مُنہ بولے بھائیوں کو اپنی آدھی دولت بانٹ دی۔

مدینہ اور اُس کے آس پاس کے علاقے میں بہت سے یہودی بھی آباد تھے۔ جن سے مدینہ کے لوگوں کے جھگڑے ہوتے رہتے تھے۔ رسُولِ خدا نے یہودیوں اور مسلمانوں کو بُلوا کے ایک عہد نامہ لکھوا دیا۔ جِس کی بڑی بڑی شرطیں یہ تھیں۔ کہ یہودیوں کو اپنے مذہب پر چلنے کی پُوری پُوری آزادی ہوگی مسلمان اور یہودی مِل جُل کے رہیں گے۔ اور مدینہ پر کوئی دشمن چڑھ آیا۔ تو دونوں مِل کر اُس کا مقابلہ کریں گے۔ مسلمانوں نے تو اِس عہد نامے کو پُوری طرح نباہا۔ پر یہودیوں کے دل میں کھوٹ تھا۔ وُہ لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف اُکساتے رہتے تھے۔

Marfat.com

پھر مکے کے کافروں سے بھی اُن کا ساز باز تھا۔

اِن کے علاوہ کچھ لوگ ایسے بھی تھے۔ جو کہنے کو تو مُسلمان تھے۔ پر اُن کے دِل ایمان کے نُور سے خالی تھے۔ زبان پر کچھ اور دِل میں کچھ اَور۔ مُسلمانوں سے مِلتے تو اُن کی ہاں میں ہاں مِلاتے یہودیوں کے پاس جا بیٹھتے تو اُن کی سی کہنے لگتے۔ یہ لوگ منافق کہلاتے تھے۔ اور اُن کا سردار ایک شخص عبد اللہ بن اُبی نام تھا۔ جو مدینہ کے بڑے دولت مند لوگوں میں سے تھا۔

Marfat.com

مسجدِ نبوی

رسُولِ خُدا سات مہینے حضرت ابو ایّوبؓ کے ہاں رہے۔ اتنے میں مسجدِ نبوی اور اُس کے پاس آپ کے رہنے کا مکان بن گیا۔ اور آپ اُس میں اُٹھ آئے ٭

حضرت ابو ایّوبؓ کے مکان کے پاس ہی ایک میدان تھا۔ رسُولِ خدا نے اُسے خرید کے مسجد کی نُبیاد ڈالی۔ مسجد بنانے میں آپ نے بھی حصّہ لیا۔ صحابیوں کے ساتھ آپ بھی اینٹیں اور گارا اُٹھا کے لاتے تھے۔ مسجد کی دیواریں کچّی اینٹوں کی تھیں۔ کھجور کی لکڑی کے ستون کھجور کے پتّوں کی چھت ٭

مسجد میں تین دروازے تھے۔ دو دروازے سامنے کے رُخ۔ ایک دروازہ پیچھے کی طرف۔ مسجد کے مشرق کی طرف آپ کے رہنے کے لئے حُجرے بنے۔ ایک طرف ایک سائبان سا بنا یا گیا۔ یہاں اسلام کے وُہ جاں نثار

Marfat.com

رہتے تھے۔ جن کا گھر بار کوئی نہیں تھا۔ یہ لوگ دِن رات رسُولِ خدا کی خدمت میں رہتے۔ اور آپ سے دین کی باتیں سیکھتے۔

مُسلمان جب تک مکّہ میں رہے۔ اکھٹے ہو کے نماز پڑھنے کا موقع بھی مُشکل سے ملتا تھا۔ لیکن مدینہ میں کوئی روک ٹوک نہیں تھی۔ مسجد نبوی میں سارے مُسلمان جمع ہو کے نمازیں پڑھتے۔ اللہ کے نبی سے اللہ کا کلام سُنتے۔ اپنی اپنی تکلیفیں اور ضرورتیں بیان کرتے۔ غرض رسول اللہ کا دربار مسجد ہی میں لگتا۔ یہیں ضروری مشورے ہوتے۔ اور بڑی بڑی اہم باتیں طے پاتیں۔ کوئی ملنے آتا تو آپ اُس سے مسجد ہی میں مُلاقات کرتے۔ کوئی مہمان آ جاتا۔ تو اُسے بھی یہیں ٹھہرایا جاتا۔

Marfat.com

بدر کی لڑائی

مسلمان اپنا گھر بار چھوڑ کے مکہ سے مدینہ چلے آئے۔ لیکن مکہ کے کافروں کا کلیجہ پھر بھی ٹھنڈا نہ ہُوا۔ اُنہیں جب خیال آتا تھا۔ کہ مسلمان صاف بچ کے نکل گئے۔ تو اُن کے سینوں پہ سانپ سا لوٹ جاتا تھا۔ وہ آئے دِن مسلمانوں کو نیچا دکھانے کی سازشیں کرتے رہتے تھے۔ یہودی کہنے کو تو مسلمانوں کے ساتھ تھے۔ مگر اصل میں وُہ بھی مکہ والوں سے ملے ہوئے تھے ؎

رسُولِ خدا کو پہلے پہل کافروں سے لڑنے بھڑنے کی اجازت نہیں تھی۔ مدینہ پہنچ کے اللہ کا حکم آیا کہ جو تم سے لڑے۔ تم بھی اُس سے لڑو۔ پہلے کچھ دنوں چھوٹی چھوٹی جھڑپیں ہوتی رہیں ؎

ایک دفعہ قریش کا ایک سردار مکہ سے چلا اور مدینہ کی ایک چراگاہ کو لوٹ کے لے گیا۔ مسلمانوں نے اُس کا

Marfat.com

پیچھا کیا۔ مگر جب تک یہ پہنچیں۔ وہ جا چکا تھا ۔

مدینہ سے کچھ دور بدر ایک جگہ ہے۔ جہاں برس کے برس میلہ لگتا تھا۔ اور آس پاس کی بستیوں کے لوگ جمع ہوتے تھے۔ ہجرت کے دوسرے برس یہاں مسلمانوں اور کافروں میں بڑے زور کی لڑائی ہوئی۔ جس میں اللہ نے مسلمانوں کو فتح دی ۔

قریش کا ایک سردار ابوسفیان شام سے کچھ مال لے کے مکہ جا رہا تھا۔ مسلمانوں نے اُسے روکا۔ مکہ والوں کو خبر ملی تو وہ اُس کی مدد کو چلے۔ ابوسفیان تو بچ کر نکل گیا۔ ہاں جو لوگ اُس کی مدد کو آئے تھے۔ بدر کے میدان میں مسلمانوں سے اُن کی ٹکر ہو گئی ۔

کافر لڑائی کا پورا بندوبست کر کے آئے تھے۔ ایک ہزار سپاہی تھے۔ اُن میں ایک سو سوار تھے اور نو سو پیدل۔ اِس فوج کا سردار عتبہ تھا۔ اُس کے ساتھ کئی اونچے درجے کے سردار اور مشہور سپاہی تھے۔ اُن میں ابوجہل بھی تھا۔ جس نے مسلمانوں کو بڑے بڑے دکھ دیئے تھے۔ اِدھر مسلمان صرف تین سو تیرہ تھے۔ پورے

Marfat.com

لشکر میں تین گھوڑے تھے۔ اور ستر سواری کے اُونٹ۔ پھر بہت سے مسلمانوں کے پاس پُورے ہتھیار بھی نہیں تھے۔

بدر میں کئی کنوئیں تھے۔ مسلمانوں نے جاتے ہی اُن پر قبضہ کر لیا۔ رات کو مینہ برسا اور کنوئیں پانی سے لبالب ہو گئے۔ صبح کے وقت دونوں فوجوں نے صفیں باندھیں۔ مسلمانوں کا قاعدہ تھا۔ کہ لڑائی چھیڑنے میں پہل نہیں کرتے تھے۔ جب تک قریش نہیں بڑھے۔ مسلمانوں نے بھی تلوار نہیں نکالی +

اُس زمانے کا دستور تھا۔ کہ پہلے ایک ایک دو دو سپاہی میدان میں نکل کے لڑتے۔ پھر عام لڑائی شروع ہو جاتی۔ اُن دنوں آج کل جیسے ہتھیار بھی نہیں تھے۔ لوگ تلواروں اور برچھوں سے مقابلہ کرتے تھے۔ یا پھر تیروں سے لڑتے تھے + سب سے پہلے قریش کے لشکر کا سردار عتبہ اپنے بھائی اور بیٹے کو ساتھ لے کے آیا۔ اِدھر سے تین انصاری بڑھے۔ عتبہ اُنہیں دیکھ کے کہنے لگا۔ تم ہمارے جوڑ کے نہیں۔ کسی اور کو بھیجو۔ اب اِس طرف سے حضرت حمزہ۔ حضرت علی اور حضرت عبیدہ بن حارث

Marfat.com

میدان میں اُترے۔ عتبہ سے حضرت حمزہ کا سامنا ہوا۔ حضرت عبیدہ اُس کے بھائی سے جا بھڑے۔ اور اُس کے بیٹے پر حضرت علی جا پڑے۔ عتبہ اور اُس کا بیٹا دونوں مارے گئے۔ اُس کے بھائی نے حضرت عبیدہ کو زخمی کر دیا۔ لیکن حضرت علی بپھرے ہوئے شیر کی طرح جھپٹے۔ اور ایک ہی وار میں اُسے بھی ٹھنڈا کر دیا ؛

اب دونوں فوجیں گتھ گئیں۔ اور بڑے زور کی لڑائی شروع ہو گئی۔ ابوجہل کھڑا لڑ رہا تھا۔ کہ دو انصاری نوجوان جنھوں نے ابوجہل کا نام تو سُنا تھا۔ لیکن اُسے دیکھا نہیں تھا۔ اُس کا پتہ پُوچھتے پُوچھتے پُہنچے۔ اور دہنے بائیں حملہ کر کے اُسے مار گرایا ؛

اِس لڑائی میں مکّہ والوں کے ستّر آدمی مارے گئے۔ جن میں عتبہ اور ابوجہل کے علاوہ کئی اور مشہور سردار بھی تھے۔ کچھ لوگ بھاگ نکلے۔ باقی قید ہوئے۔ اِن قیدیوں کو مسلمانوں نے بڑے آرام سے رکھا۔ جو کچھ گھر میں پکتا۔ اُن کے سامنے لا رکھتے۔ اور آپ کھجوریں کھا کے گزارہ کرتے اُن میں جو دولت والے تھے۔

Marfat.com

اُن کے رشتہ دار انہیں فدیہ دے کے چھڑا لے گئے۔ جو مُفلس تھے۔ اُنہیں حُکم ہؤا۔ کہ دس دس مسلمانوں کو پڑھنا لکھنا سکھا دیں +

مُسلمانوں میں سے بائیس آدمی شہید ہوئے۔ اِن میں ۱۶ انصاری تھے۔ اور ۶ مہاجر +

بدر کی لڑائی رمضان کی پندرھویں کو ہوئی۔ اِس لڑائی نے مسلمانوں کی بہادری کی دھاک بٹھا دی۔ اور کافروں پر اسلام کی ہیبت چھا گئی +

Marfat.com

اُحد

بدر کی لڑائی کی خبریں مکہ پہنچیں۔ تو ہر طرف کہرام مچ گیا۔ جو کافر بدر میں مارے گئے تھے۔ عورتیں اُن کا نام لے لے کے بین کرتیں۔ مردوں کو اُن کا بدلہ لینے پر اُکساتیں۔ اور اُنہیں ایسے ایسے طعنیں دیتیں جو کلیجے کو چھلنی کیئے ڈالتے تھے۔

اگلے سال ابوسفیان جواب قریش کا سب سے بڑا سردار تھا۔ بدر کی ہار کا بدلہ لینے مدینہ پر چڑھ آیا۔ قریش تین ہزار سے اوپر تھے۔ اور اُن میں دوسو سوار تھے۔ انہوں نے مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر ڈیرے ڈال دیئے۔ اور لڑائی کی تیاریاں کرنے لگے۔

اِدھر سے رسولِ خدا جمعہ کی نماز کے بعد ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ مدینہ سے نکلے۔ راستہ میں عبداللہ بن اُبی تین سو منافقوں کو لے کے واپس چلا گیا۔ اور آپ کے

Marfat.com

ساتھ صرف سات سو صحابی رہ گئے +

سنیچر کی صبح کو مسلمانوں نے صفیں باندھیں۔ اُحد کا پہاڑ اُن کے پیچھے تھا۔ اور سامنے کافروں کا لشکر۔ مگر اس بات کا بڑا خطرہ تھا۔ کہ کہیں دُشمن چکّر کاٹ کے پہاڑ کے پیچھے نہ جا پہنچے۔ اور گھاٹی سے اُتر کے مسلمانوں پر پچھلی طرف سے حملہ نہ کر دے۔ اِس خطرے سے بچنے کے لیئے رسُولِ خدا نے پہاڑ کی گھاٹی پر پچاس تیر انداز مقرّر کر دیئے تھے۔ اور اُنہیں تاکید کر دی تھی۔ کہ دیکھنا اپنی جگہ پر جمے رہنا۔ کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ تم اِدھر اُدھر ہو جاؤ۔ اور دُشمن گھاٹی کو خالی پا کے پیچھے سے حملہ کر دے +

کافروں کے لشکر کے ساتھ قریش کے اُونچے اُونچے خاندان کی کچھ عورتیں بھی تھیں۔ لڑائی شروع ہونے سے پہلے وُہ دف بجاتی اور گیت گاتی بڑھیں۔ ابوسفیان کی بیوی ہندہ جو قریش کے مشہور سردار عتبہ کی بیٹی تھی۔ اُن کے آگے آگے تھی۔ ہندہ کو بدر کی ہار کا بڑا صدمہ تھا۔ کیونکہ اُس کا باپ۔ بھائی اور چچا بدر کی لڑائی میں

Marfat.com

مارے گئے تھے۔ خاص طور پر وُہ اپنے باپ کے قاتل حضرت حمزہ کے تو خُون کی پیاسی ہو رہی تھی +

پہلے قریش کی فوج کا ایک سردار میدان میں آیا۔ اِدھر سے حضرت علی بڑھے۔ اور پہلے ہی وار میں اُسے مار گرایا۔ اب اُس کا بیٹا میدان میں نکلا۔ حضرت حمزہ نے بڑھ کے اُس کا مقابلہ کیا۔ اور ایک تلوار ایسی ماری جو کندھے سے کمر تک کاٹتی چلی گئی۔ یہ دیکھ کے قریش کی ساری فوج نے حملہ کر دیا۔ اِدھر سے مسلمان بھی بڑھے۔ اور بڑے زور کی لڑائی شروع ہو گئی +

اگرچہ قریش گنتی میں مسلمانوں سے چوگنے تھے لیکن مسلمانوں نے اِس طرح جم کے حملے کئے۔ کہ دُشمن کی فوج میں کھلبلی سی مچ گئی۔ اور وُہ اِن دھاووں کی تاب نہ لا کے بھاگ کھڑے ہوئے۔ پہاڑ کی گھاٹی پر جو تیر انداز تھے۔ انہوں نے جو دیکھا۔ کہ دُشمن بھاگ چلا۔ تو وُہ بھی اپنی جگہ چھوڑ کے اِن بھگوڑوں پر پل پڑے +

قریش کا ایک دستہ پہاڑ کے پیچھے موقع کے انتظار میں کھڑا تھا۔ گھاٹی کو خالی پا کے اُس نے مسلمانوں پر

Marfat.com

پیچھے سے حملہ کر دیا۔ قریش کے جو سپاہی بھاگے جا رہے تھے۔ وُہ یہ حال دیکھ کے پلٹ پڑے۔ اور مسلمان گھر کے رہ گئے ؛

ابو سفیان کی بیوی ہندہ نے ایک حبشی کو جس کا نام وحشی تھا۔ کہہ رکھا تھا۔ کہ اگر تم حمزہ کو قتل کر کے میرا کلیجہ ٹھنڈا کرو۔ تو مَیں تمہیں بہت کچھ انعام دُوں گی۔ وحشی لڑائی کے شروع سے حضرت حمزہ کی تاک میں تھا۔ مگر اُن کی ہیبت دلوں پر کچھ اس طرح چھائی ہوئی تھی۔ کہ ہاتھ ڈالنے کا حوصلہ نہ پڑتا تھا۔ اب جو مسلمانوں پر ہر طرف سے دباؤ پڑا۔ تو وحشی نے دُور سے ایک چھوٹا سا نیزہ جو حبشیوں کا خاص ہتھیار ہے۔ تاک کے پھینکا۔ حضرت حمزہ لڑکھڑا کے گرے۔ اور گرتے ہی دم توڑ دیا ؛

یہ بڑا نازک وقت تھا۔ مسلمانوں کی چھوٹی چھوٹی ٹکڑیاں کافروں میں گھری ہوئی تھیں۔ اتنے میں کسی نے خبر اُڑا دی۔ کہ رسُول اللہ شہید ہو گئے۔ یہ سُن کے سارے مسلمان سناٹے میں آ گئے۔ بعض نے تو ہتھیار پھینک دیئے۔ کہ اب لڑ کے کیا کریں۔ ایک بہادر تلوار سونت کے

Marfat.com

یہ کہتا ہُوا کافروں کے لشکر میں گھُس گیا۔ کہ اُن کے بغیر زندہ رہ کے کیا کریں۔ اور اسیّ زخم کھا کے شہادت پائی ؎

کافر خوُشیاں منا رہے تھے۔ اور مُسلمانوں کے دِلوں پر غم کی گھٹا چھائی ہوئی تھی۔ کہ ایک صحابی نے رسُولِ خدا کو دیکھ لیا۔ بس پھر کیا تھا سب مسلمان سمٹ کے آپ کے گرد جمع ہو گئے۔ اور ہٹ کے پہاڑ کی گھاٹی پر جا چڑھے۔ کافروں نے پہاڑ پر چڑھنا چاہا۔ لیکن مسلمانوں نے پتھر لڑھکا لڑھکا کے اُنہیں ہٹا دیا ؎

اِس لڑائی میں ستّر صحابی شہید ہوئے۔ خود رسُول اللہ کے بھی زخم آئے۔ مگر ہار جیت کا کوئی فیصلہ نہ ہُوا۔ قریش کے دِلوں پر مُسلمانوں کا رُعب کچھُ ایسا بیٹھا ہُوا تھا۔ کہ اُنہوں نے اتنی کامیابی کو بہت سمجھا۔ اور یہیں سے لوٹ گئے ؎

مدینہ کی ایک نیک بی بی کا باپ۔ بھائی۔ اور خاوند تینوں اِس لڑائی میں شہید ہو گئے تھے۔ اُسے جب جب یہ خبر پہنچی۔ تو اُس کی زبان سے نکلا۔ کہ

Marfat.com

رسول اللہ کا کیا حال ہے۔ پھر وہ دوڑی دوڑی آپ کے پاس پہنچی۔ اور آپ کو دیکھ کے کہنے لگی۔ میرا باپ بھائی اور خاوند آپ پر فدا۔ آپ کے ہوتے ہوئے ہمیں کیا غم ہے؟

Marfat.com

یہودیوں سے لڑائیاں

مدینہ اور اُس کے آس پاس کے علاقے میں یہودیوں کے تین قبیلے تھے۔ اُن سے مسلمانوں کا معاہدہ ہو چکا تھا۔ لیکن یہ تینوں مُعاہدہ کو توڑنے اور مسلمانوں سے لڑنے کے لئے بہانے ڈھونڈتے رہتے تھے۔ ایک دفعہ ایک یہودی نے ایک مسلمان بی بی کو چھیڑا۔ ایک انصاری کو غیرت آئی اور اُس نے یہودی کو قتل کر ڈالا۔ اُس یہودی کے قبیلے کے لوگوں کو خبر ملی۔ تو وُہ تلواریں سونت سونت انصاری پر آ پڑے اور اُنہیں شہید کر دیا۔ رسُولِ خدا نے یہودیوں کو بُلا کے سمجھایا۔ لیکن وُہ ہوا کے گھوڑوں پر سوار تھے۔ اپنی غلطی پر شرمندہ ہونے کے بجائے بڑی گستاخی سے جواب دیا۔ "ہم قریش نہیں کہ دب جائیں گے۔ ہم سے لڑنا پڑا۔ تو معلوم ہو جائے گا۔ کہ لڑنے والے کیسے ہوتے ہیں"۔

Marfat.com

پر کر کے معاہدہ توڑ دیا ۔

مدینہ سے کچھ دور ان لوگوں کا ایک قلعہ تھا۔ یہ اُس میں جا بیٹھے۔ اور لڑائی کی تیاریاں کرنے لگے مسلمانوں نے قلعہ کو گھیر لیا۔ پندرہ دن کے بعد یہودیوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ چونکہ وہ آئے دن شرارتیں کرتے رہتے تھے۔ اس لئے رسُولِ خدا نے انہیں دیس نکالا دے دیا۔ یہ واقعہ اُحد کی لڑائی سے پہلے کا ہے ۔

اُحد کی لڑائی سے کچھ عرصے کے بعد یہودیوں کے دُوسرے قبیلے نے ہاتھ پاؤں نکالے۔ اور رسُولِ خدا کو دھوکے سے قتل کرنے کا منصوبہ باندھا۔ آپ نے اُنہیں کہلا بھیجا۔ کہ تم لوگوں کی نیتوں میں فتور ہے۔ اس لئے بہتر یہی ہے۔ کہ تم مدینہ کے آس پاس کا علاقہ چھوڑ کے چلے جاؤ۔ اُنہوں نے جواب دیا۔ ہم نہیں جاتے۔ آپ کے جی میں جو آئے کیجئے ۔

اصل میں ان یہودیوں کو منافقوں نے بڑے سبز باغ دکھا رکھے تھے۔ اور انہیں یہ اُمید تھی۔ کہ مسلمانوں نے تلوار کے زور سے ہمیں نکالنا چاہا ۔

Marfat.com

تو آس پاس کے بہت سے قبیلے ہماری مدد کو آپہنچیں گے
لیکن جب مسلمانوں نے اُن کے قلعہ کو جا گھیرا۔ تو کوئی
اُن کی مدد کو نہ آیا۔ یہودیوں نے مجبور ہو کے قلعہ
خالی کر دیا۔ اور خیبر چلے گئے ۔

Marfat.com

خندق

خیبر میں یہودیوں کی بڑی بڑی بستیاں اور کئی مضبوط قلعے تھے۔ جو یہودی مدینہ کے آس پاس کی بستیوں سے بھاگے تھے۔ انہیں خیبر کے یہودیوں نے ہاتھوں ہاتھ لیا اور اپنے بعض قلعے بھی اُن کے حوالے کر دیئے۔ خیبر کا علاقہ بڑا زرخیز تھا۔ اِن نئے آنے والوں میں سے کچھ کھیتی باڑی کرنے لگے۔ کچھ تجارت کر کے پیٹ پالنے لگے۔ لیکن یہ لوگ نچلے بیٹھنے والے نہیں تھے۔ خیبر آئے ہوئے تھوڑے ہی دِن ہوئے تھے کہ انہوں نے آس پاس کے قبیلوں کو مسلمانوں سے لڑنے پر اُکسانا شروع کر دیا۔

کچھ یہودی سردار مکّہ پہنچے۔ قریش کے سرداروں سے ملے۔ اُنہیں مسلمانوں سے لڑائی چھیڑنے پر اُبھارا۔ وہ تو پہلے ہی اس فکر میں تھے۔ یہودیوں کی شہ پائی تو

Marfat.com

فوراً تیار ہو گئے۔ یہودیوں کے دو قبیلے تو معاہدہ توڑ چُکے تھے۔ لیکن تیسرے قبیلے نے جو مدینہ کے قریب رہتا تھا۔ ابھی تک مُعاہدہ نہیں توڑا تھا۔ اِن لوگوں نے اُسے بھی ورغلا کے اپنے ساتھ ملا لیا ⁂

رسُولِ خدا کو خبریں پہنچیں۔ تو صحابیوں کے مشورے سے یہ طے پایا۔ کہ مدینہ کے اندر رہ کے مقابلہ کیا جائے۔ شہر کے تین طرف تو درختوں کے جُھنڈ اور اُونچے اُونچے مکان تھے۔ صرف ایک طرف کھُلا میدان تھا۔ یہاں ایک خندق یعنی کھائی کھودی گئی۔ یہ کھائی جو بڑی گہری اور چوڑی تھی تین ہزار مُسلمانوں نے مِل کے کھودی۔ اور کوئی بیس بائیس دِن میں تیار ہوئی۔ کھائی کھودی جا چُکی۔ تو مسلمانوں نے بال بچّوں کو آس پاس کے مضبُوط مکانوں اور قلعوں میں بھیج دیا۔ اور خود دُشمن کا انتظار کرنے لگے ⁂

اتنے میں دُشمن کی فوج آ پہنچی۔ دس ہزار سپاہی تھے۔ ہزاروں گھوڑے اور اُونٹ۔ اِس سارے لشکر کی کمان ابوسفیان کے ہاتھ میں تھی۔ دُشمن بڑھا تو بڑے

Marfat.com

زور سے تھا۔ مگر کھائی کے کنارے پہنچ کے رُک گیا۔ قلعوں اور شہروں کے گرد کھائیاں کھودنے کا رواج دُنیا کے بہت سے مُلکوں میں بڑے پُرانے زمانے سے چلا آتا ہے لیکن عرب بچاؤ کے اِس طریقے سے ناواقف تھے۔ بہتیرا سر مارا پر کھائی سے پار اُترنے کی کوئی ترکیب سمجھ میں نہ آئی۔ آخر ذرا ہٹ کے ڈیرے ڈال دیئے۔

کافر مہینہ بھر تک مدینہ کو گھیرے پڑے رہے۔ مدینہ میں رسد کم تھی۔ اِس لئے مسلمانوں پر کئی کئی فاقے بھی گزر جاتے تھے۔ خود رسُول اللہ تین دِن بھُوکے رہے۔ لیکن جن لوگوں کو خدا پر بھروسہ ہو۔ وُہ اِن تکلیفوں کو کب خاطر میں لاتے ہیں؟

بیچ بیچ میں کافر بڑے زور کے حملے کرتے۔ اور تیر اور پتھر برساتے ہوئے اِس طرح بڑھتے کہ اب مدینہ پہنچ کے دم لیں گے۔ لیکن کھائی سے پار اُترنے کا حوصلہ نہ پڑتا۔ اِدھر مسلمان بھی تیروں اور پتھروں سے جواب دیتے۔ ایک دفعہ دُشمن کا پُورے لشکر نے ہلّہ بول دیا۔ اور قریش کے چار مشہور سوار گھوڑے کدا کے کھائی کے پار پہنچ گئے۔

Marfat.com

اُن میں عمرو ابن عبدوُد بھی تھا۔ جس کی بہادری کی دُھوم سارے مُلک میں تھی۔ اِدھر سے حضرت علی نے بڑھ کے روکا۔ عمرو نے تلوار کا وار کیا۔ حضرت علی نے ڈھال پر روکنا چاہا۔ لیکن تلوار ڈھال کو کاٹ کے ماتھے پر پڑی۔ اور ہلکا سا زخم آیا۔ اب حضرت علی نے جھٹ کے ایسا وار کیا۔ کہ تلوار عمرو کے کندھے کو کاٹتی ہوئی سینے تک جا پہنچی۔ باقی تین سواروں میں سے دو تو جانیں بچا کے نکلے تیسرا کھائی میں گر پڑا۔ اور حضرت علی نے کھائی میں اُتر کے اُسے قتل کیا۔

مسلمانوں کے بال بچے قلعے میں تھے۔ ایک یہودی کسی طرح قلعے میں جا گھسا۔ حضرت صفیہ نے جو شیرِ خدا حضرت حمزہ کی سگی بہن اور رسُول اللہ کی پھوپھی تھیں۔ اُسے آتے دیکھا۔ تو تنبُو کی چوب اکھاڑ کے اِس زور سے اُس کے سر پر ماری۔ کہ وُہ دم بھر میں تڑپ کر ٹھنڈا ہو گیا۔

خندق کی لڑائی جاڑے کے دنوں میں ہوئی تھی۔ ایک تو بلا کی سردی تھی۔ ہاتھ پاؤں ٹھٹھرے جا رہے تھے۔ پھر کافروں میں پھُوٹ پڑ گئی۔ قریش کو یہ ڈر کہ

Marfat.com

یہودی کہیں اُدھر ہی اُوپر مسلمانوں سے صُلح نہ کر لیں۔ یہودیوں کو یہ خوف کہ قریش ہمیں چھوڑ کے چلے گئے۔ تو ہم اکیلے مسلمانوں سے کیونکر لڑیں گے۔ اس پر ایک رات اس زور کی آندھی چلی۔ کہ خیموں کی طنابیں اُکھڑ گئیں۔ چُولھے ٹھنڈے ہو گئے۔ پہلے ہی سردی کیا کم تھی؟ آندھی کا زور دیکھ کے کافر ایسے گھبرائے۔ کہ اپنے اپنے قبیلے کے لوگوں کو سمیٹ بھاگ کھڑے ہوئے ٭

Marfat.com

صُلح

مہاجرین کو مدینہ آئے چھ برس ہو گئے تھے۔ اگرچہ مکہ میں بڑے بڑے دُکھ اُٹھائے تھے۔ کافروں نے اُنہیں تپتی ریت پر لٹایا۔ کوڑوں سے پیٹا۔ ہنسی اُڑائی۔ گالیاں دیں۔ اور اُن کا دِل دُکھانے میں کوئی بات اُٹھا نہ رکھی تھی۔ لیکن وطن آخر وطن ہے۔ جس شہر میں پیدا ہوئے۔ پلے بڑھے۔ بچپن کا زمانہ گزارا۔ اُسے کیسے بھول جاتے۔ جب وُہ گلی کُوچے یاد آتے۔ جہاں کھیل کُود کے بڑے ہوئے۔ تو طبیعتیں بے چین ہو جاتیں۔

رسُول خدا نے اپنے پُرانے ساتھیوں کو بے تاب دیکھا۔ تو مکّہ کا ارادہ کیا۔ اِس سفر میں چودہ سَو صحابی آپ کے ساتھ تھے۔ چُونکہ لڑنے کا ارادہ نہیں تھا۔ اِس لئے پُورے ہتھیار بھی ساتھ نہ لئے۔ خیال تھا۔ کہ مکّہ جائیں گے۔ اور صُلح صفائی سے کعبہ کا طواف کر کے واپس آ جائیں گے۔

Marfat.com

حج تو خاص مہینہ میں ہوتا ہے۔ جسے ذی الحجہ یعنی حج کا مہینہ کہتے ہیں۔ دُوسرے مہینوں میں کوئی جا کے کعبہ کا طواف کرے۔ تو یہ عُمرہ کہلاتا ہے۔ رسُولِ خدا بھی عُمرہ کا ارادہ کرکے مدینہ سے نکلے تھے ؃

حدیبیہ پہنچے۔ تو خبر ملی۔ کہ قریش لڑنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ حدیبیہ سے مکّہ صرف ایک پڑاؤ ہے۔ آپ یہیں اُتر پڑے۔ اور اپنے ایک صحابی حضرت عثمان کی زبانی قریش کو کہلا بھیجا۔ کہ ہم لڑنا نہیں چاہتے۔ عُمرہ کی نیّت سے آئے ہیں ؃

قریش کے دِلوں میں مسلمانوں کی دُشمنی کُوٹ کُوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ انہوں نے حضرت عثمان کو نظربند کر لیا اِدھر حدیبیہ میں یہ خبر اُڑ گئی۔ کہ حضرت عثمان شہید ہوگئے۔ رسُولِ خدا نے یہ سُنا۔ تو ببول کے ایک درخت تلے بیٹھ کے اپنے ساتھیوں سے عہد لیا۔ کہ ہم حضرت عثمان کا بدلہ لینے کے لئے اپنی جانیں نثار کر دیں گے ؃

قریش نے ایک شخص سہیل نام کو صُلح کی بات چیت کرنے بھیجا۔ آخر اِن شرطوں پر صُلح ہوئی۔ کہ مُسلمان

Marfat.com

اگلے سال عمرہ کرنے آئیں گے۔ صرف تین دن رہیں گے مکّہ میں جو مسلمان ہیں۔ وہ مکّہ ہی میں رہیں گے۔ مکّہ کے کافروں اور مسلمانوں میں سے اگر کوئی مدینہ چلا جائے۔ تو اُسے واپس کر دیا جائے گا۔ ہاں کوئی مسلمان مکّہ چلا آئے۔ تو اُسے پھر مسلمانوں کے حوالے نہیں کیا جا سکے گا + صُلح نامہ لکھّا جا رہا تھا۔ کہ ایک نوجوان جس کے پاؤں میں بیڑیاں پڑی ہوئی تھیں۔ آیا۔ اور رسُولِ خدا کے سامنے آ کے گر پڑا۔ یہ سہیل کے بیٹے ابوجندل تھے۔ جو مسلمان ہو گئے تھے۔ اور کافروں نے اُنہیں قید کر رکھّا تھا۔ آپ کے حدیبیّہ آنے کی خبر سُنی۔ تو کسی نہ کسی طرح بھاگ نکلے +

کافروں نے اُن پر بڑے بڑے ظُلم کئے تھے۔ مارے کوڑوں کے کھال ادھیڑ کے رکھ دی تھی۔ سارا جسم زخمی تھا۔ چہرے کی رنگت زرد۔ ہونٹوں پہ پپڑیاں جمی ہوئیں۔ اُن کا حال دیکھ کے صحابی سنّاٹے میں آ گئے سب کا جی چاہتا تھا۔ کہ اُنہیں ساتھ لے چلیں۔ لیکن صُلح کی شرطوں سے مجبُور تھے۔ آخر اُنہیں سینے پر

Marfat.com

صبر کی سِل رکھ کے اُنہیں سُہیل کے حوالے کرنا پڑا ٭

مکّہ میں صرف ابو جندل ہی نہیں۔ اور بھی بہت سے مسلمان تھے۔ جو نہ مکّہ میں رہ سکتے تھے۔ اور نہ مدینہ میں جا سکتے تھے۔ حدیبیہ کی صُلح کے بعد اِن لوگوں کو کوئی ٹھکانا نہ ملا۔ تو بھاگ کے سمندر کے کنارے چلے گئے۔ قریش کے جو قافلے شام سے مال لے کے آتے تھے۔ اُن پر چھاپے مارنے لگے۔ اِن لوگوں نے کافروں کو ایسا زچ کیا۔ کہ اُنہوں نے خود عہد نامے کی یہ شرط اُڑا دی۔ اور اُنہیں مدینہ جانے کی اجازت دے دی ٭

رسُولِ خدا حدیبیہ ہی سے مدینہ واپس چلے آئے۔ اگلے سال پھر گئے۔ عُمرہ کیا اور تین دن مکّہ میں رہ کے آ گئے ٭

Marfat.com

فتح

کافروں سے صُلح تو ہو گئی۔ پر بعض صحابی اُداس اُداس نظر آتے تھے۔ جی میں کہتے تھے۔ کہ یہ عجیب بات ہے۔ ہم اتنی دُور سے آئے۔ اور کعبہ کا طواف بھی نہ کر سکے۔ پھر کافروں نے جو شرطیں پیش کیں۔ ہم نے مان لیں۔ اِس کے ساتھ ہی یہ خیال بھی آتا تھا۔ کہ اللہ کے رسُول نے جو کچھ کیا۔ سوچ سمجھ ہی کے کیا ہوگا؟ ہماری کیا مجال ہے۔ کہ اُن کے فیصلے کو غلط سمجھیں +

حدیبیّہ میں مسلمانوں اور کافروں میں جو عہد نامہ ہُوا۔ اُس کی شرطوں پر نظر ڈالی جائے۔ تو ظاہرا یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسلمانوں نے دب کے صُلح کی۔ لیکن رسُولِ خدا حدیبیّہ میں تین دِن رہ کے چوتھے دِن چلے۔ تو راستے میں اللہ کا پیغام آیا۔ کہ "ہم نے تمہیں صاف اور کھُلی فتح دی"۔ یہ سُن کے مسلمان خوش ہو گئے۔ جی میں کہنے

Marfat.com

لئے۔ کہ یہ ہماری سمجھ کا پھیر ہے۔ جس صلح کو قریش اپنی
فتح سمجھتے ہیں۔ اللہ اور اللہ کے رسول نے اسے پسند کیا ہے۔
تو اس میں ضرور کوئی فائدہ ہوگا۔ آگے چل کے سب کو
معلوم ہو گیا۔ کہ یہ صلح جسے قریش اپنی فتح سمجھتے تھے۔
سچ مچ مسلمانوں کی فتح تھی ۔

دیکھو جب تک رسول خدا مکہ میں رہے۔ عرب کے لوگوں
کو آپ سے ملنے کا موقع بہت کم ملا۔ قریش آپ سے خود
الگ تھلگ رہتے۔ اور جو لوگ باہر سے مکہ آتے انہیں بھی
آپ کے پاس نہیں آنے دیتے تھے۔ انہوں نے یہ مشہور کر
رکھا تھا۔ کہ آپ کو کوئی ایسا جادو آتا ہے۔ کہ جو آپ سے
ملتا۔ اور آپ کی زبانی قرآن سنتا ہے۔ آپ ہی کا ہو رہتا
ہے۔ یہ باتیں سن کے لوگوں کا یہ حال ہو گیا تھا۔ کہ آپ کے
گھر کے پاس سے بھی نہ گزرتے تھے۔ کسی خاص ضرورت
سے گزرنا ہی پڑتا۔ تو کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے۔
راستے میں سامنا ہو جاتا۔ تو کنی کاٹ کے نکل جاتے۔
رسول اللہ مکہ سے مدینہ آئے۔ تو کافروں سے لڑائیاں
چھڑ گئیں۔ آپس کا میل جول لین دین بند ہو گیا۔

Marfat.com

مسلمان کافروں کے ہاں جاتے۔ نہ کافر مسلمانوں کے ہاں آتے۔ حدیبیہ کی صلح نے یہ رکاوٹیں مٹا دیں۔ اور دونوں طرف کے لوگ ایک دوسرے کے ہاں آنے جانے لگے۔ کافروں نے مسلمانوں کے بارے میں ایسی اُلٹی سیدھی باتیں سُن رکھی تھیں۔ کہ مسلمانوں کے ہاں آتے اور اُن سے ملتے جھجکتے تھے۔ آہستہ آہستہ یہ جھجک دُور ہو گئی۔ اور مدینہ میں باہر کے آنے والوں کا تانتا بندھ گیا ۔

یہ لوگ طرح طرح کے خیالات لے کے آتے تھے۔ بہت سے لوگ تو یہ سمجھتے تھے۔ کہ مسلمانوں کے نبی مدینہ میں بادشاہوں کے ٹھاٹھ باٹھ سے رہتے ہوں گے۔ اُن کا بہت بڑا محل ہو گا۔ اُس کے دروازے پر سپاہی ننگی تلواریں لئے پہرا دیتے ہوں گے۔ اُن کے ساتھیوں کا بھی یہی حال ہو گا۔ غرُور سے زمین پر پاؤں بھی نہ رکھتے ہونگے نہ جانے یہ لوگ ہم سے کیسا سلوک کریں۔ اور کس طرح پیش آئیں۔ لیکن مدینہ پہنچے۔ تو اور ہی نقشہ نظر آیا۔ دیکھا کہ یہاں نہ اونچے محل ہیں نہ اٹاریاں۔ کچی اینٹوں

Marfat.com

اور گارے کی بنی ہوئی مسجد ہے۔ اُس کے ساتھ ہی کچھ حجرے ہیں۔ جن میں اللہ کے نبی اپنے کنبے سمیت رہتے ہیں۔ کچّی اینٹوں کی دیواریں ہیں۔ کھجور کے پتوں کی چھت۔ کچّا فرش۔ لیکن لپا پُتا صاف سُتھرا۔ یہاں نہ سنتری ہے۔ نہ پہرے دار۔ جو شخص آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ کسی روک ٹوک کے بغیر مِل سکتا ہے۔ آپ سے ملے تو دیکھا۔ کہ کھلتی ہوئی گیہواں رنگت ہے۔ بڑی بڑی سیاہ اور روشن آنکھیں۔ نُورانی چہرہ جسے دیکھ کے دِل آپ ہی آپ کھچے جاتے ہیں سیدھا سادہ پر صاف سُتھرا لباس۔ دوست دُشمن سب سے مسکرا کے بات کرتے ہیں۔ جو کچھ کہنا ہوتا ہے۔ چند لفظوں میں کہہ ڈالتے ہیں۔ باتیں اِس طرح آہستہ آہستہ کرتے ہیں۔ کہ ایک ایک لفظ الگ الگ گنا جا سکتا ہے۔ پر آپ کی زبان سے جو کچھ نکلتا ہے۔ دِل میں اُتر جاتا ہے۔ کوئی بات کرتا ہے۔ تو اُس کی بات نہیں کاٹتے۔ جب وُہ بات ختم کر لیتا ہے۔ تو جواب دیتے ہیں ؛

اِن لوگوں کو مدینہ میں کچھ دِن رہنے کا موقع مِلا۔ تو آپ کے بارے میں نئی نئی باتیں معلوم ہوئیں۔ انہوں نے

Marfat.com

دیکھا۔ کہ آپ اپنے گھر کا کام کاج اپنے ہاتھ سے کرتے ہیں۔ خود مکان میں خود جھاڑو دیتے ہیں۔ اپنے اُونٹوں کو خود باندھتے اور کھولتے ہیں۔ اُنہیں چارہ کھلاتے ہیں۔ بکریوں کا دُودھ دوہتے ہیں۔ ضرورت پڑتی ہے۔ تو اپنے کپڑوں کی مرمت خود کر لیتے ہیں۔ بازار سے خود سودا سلف لاتے ہیں۔ بلکہ پڑوس کی بیوہ عورتوں کو بھی سودا لا دیتے ہیں۔ راستے میں کوئی بچہ نظر آ جاتا ہے۔ تو اُسے پیار کرتے ہیں۔ اُس کی میٹھی میٹھی باتیں سُن کے خوش ہوتے ہیں۔ یتیموں اور بیواؤں کی مدد کرتے ہیں۔ جہاں تک بن پڑتا ہے، اُن کے دُکھوں کے بوجھ کو ہلکا کرتے اور اُن کا ہاتھ بٹاتے ہیں۔ سخاوت کا یہ حال ہے۔ کہ گھر میں جو کچھ آتا ہے۔ دُوسروں کو دے ڈالتے ہیں۔ خود فاقے کرتے ہیں۔ پر بھوکوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ بھیک مانگنے کو بُرا جانتے ہیں۔ لیکن بھکاری آپ کے دروازے سے خالی ہاتھ نہیں جانے پاتا ؛

انہیں یہ دیکھ کر بھی بڑا اچنبھا ہُوا۔ کہ آپ کو اُونچ نیچ کا کوئی خیال نہیں۔ امیر، غریب، بُوڑھے، بچے سب کی

Marfat.com

عزت کرتے ہیں۔ راستے میں جو کوئی سامنے آ جاتا ہے۔ اُسے پہلے خود سلام کرتے ہیں۔ کسی کو سخت بات نہیں کہتے۔ آپ کو دیکھ کے کوئی کھڑا ہونا چاہتا ہے۔ تو اُسے روک دیتے ہیں۔ ہاں لوگ آپ سے ملنے آتے ہیں۔ تو اُنہیں دیکھ کے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ استقلال کا یہ حال ہے۔ کہ بڑی سے بڑی مصیبت آ پڑے۔ تو ماتھے پر بل نہیں پڑتا۔ دُکھ سہتے اور مصیبتیں اُٹھاتے ہیں۔ پر اُف نہیں کرتے۔ اِس کے ساتھ رحم دِل ایسے کہ کسی کو مصیبت میں دیکھتے ہیں تو بے چین ہو جاتے ہیں ؛

اِسلام سے پہلے عرب میں رسم تھی۔ کہ لڑکیوں کو زندہ زمین میں گاڑ دیتے تھے۔ ایک صحابی نے آپ سے کہا۔ اُس زمانے میں مَیں نے اپنی ننھی سی بیٹی کو زمین میں گاڑ دیا تھا۔ وہ ابّا ابّا پکار رہی تھی۔ اور مَیں اُس پر مٹی ڈالتا جاتا تھا۔ یہ سُن کے آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اِنسان تو اِنسان جانوروں کا دُکھ آپ سے دیکھا نہ جاتا تھا۔ ایک صحابی چڑیا کا بچہ اُٹھا لائے آپ کو معلوم ہُوا۔ تو فرمایا۔ ابھی ابھی جاؤ اور اِس بچے کو گھونسلے میں رکھ آؤ۔

Marfat.com

رسُولِ خدا ہمیشہ اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرتے تھے۔ دُوسروں کے ساتھ ہوتے۔ تو کام میں اُن کا ہاتھ بٹاتے۔ ایک دفعہ آپ اپنے صحابیوں کے ساتھ جنگل میں تھے۔ کہ کھانا پکانے کا وقت آگیا۔ سب نے اپنے ذِمّے ایک ایک کام لیا۔ آپ نے کہا میں ایندھن اکٹھا کروں گا۔ لوگوں نے کہا آپ تکلیف نہ کیجئے۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں میں ضرور سب کے ساتھ مِل کے کام کروں گا۔

ایک دفعہ ایک کافر جو آپ کا سخت دُشمن تھا۔ آپ کا مہمان ہُوا۔ آپ نے اُسے اچھّے سے اچھا کھانا کھلایا اور بڑے آرام سے اپنے ہاں رکھّا۔ لیکن وُہ کمبخت بستر گندہ کر کے صُبح سویرے چُپ چپاتے چل دیا۔ آپ صُبح اُٹھ کے بستر صاف کرنے لگے۔ آپ کے ساتھیوں نے دیکھا۔ تو کہنے لگے۔ لائیے ہم بستر صاف کر دیں۔ آپ نے جواب دیا۔ مہمان میرا تھا۔ اِس لئے بستر بھی خود صاف کروں گا۔

باہر سے جو لوگ مدینے آتے۔ وُہ یہ باتیں دیکھ دیکھ کے جی میں کہتے۔ کہ سچ مچ یہ اللہ کے نبی ہیں۔ افسوس ہم مکّہ والوں کی باتوں میں کیوں آگئے۔ یہ بات ہمیں پہلے کیوں معلوم نہ ہوئی اتنا زمانہ ان کی مخالفت میں کیوں گزارا؟

Marfat.com

آپ کے ساتھیوں سے ملتے۔ تو دیکھتے کہ وہ تو چال ڈھال۔ بات چیت آپس کے برتاؤ میں آپ ہی کی پیروی کرتے ہیں۔ اور اسی کوشش میں رہتے ہیں۔ کہ آپ کی نیک خصلتوں کو اپنانے میں ایک دوسرے سے آگے نکل جائیں۔ صحابیوں میں ان کی جان پہچان کے کچھ لوگ بھی نکل آتے۔ اُن کی پہلی حالت سے اب کی حالت کا مقابلہ کرتے۔ تو زمین آسمان کا فرق نظر آتا۔ سوچتے یہ لوگ کیا تھے۔ اور کیا ہو گئے۔ اسلام نے تو سچ مچ ان کی کایا ہی پلٹ دی۔ بے شک اللہ کے سوا کوئی پوجنے کے لائق نہیں۔ اور محمدؐ اُس کے سچے رسُول ہیں۔ اَشہَدُ اَن لَّآ اِلٰہَ اِلاَّ اللہُ وَاَشہَدُ اَنَّ مُحَمَّدً الرَّسُولُ اللہ ؛

غرض مدینہ میں جو آتا۔ ایمان کے نُور سے دل کو روشن کر کے واپس جاتا۔ اب تک اسلام آہستہ آہستہ پھیلا تھا۔ حدیبیہ کی صُلح کے بعد روز سینکڑوں آدمی مسلمان ہونے لگے۔ یہی وُہ فتح تھی۔ جس کی خُوش خبری حدیبیہ سے لوٹتے وقت اللہ نے دی تھی ؛

Marfat.com

خیبر

مکّہ والوں سے تو صُلح ہو گئی۔ پر یہودی اپنی شرارتوں سے باز نہیں آتے تھے۔ رسُولِ خدا حدیبیّہ سے لوٹے۔ تو خبر ملی۔ کہ مدینہ اور اُس کے آس پاس کی بستیوں سے جو یہودی نکالے گئے تھے۔ اُنہوں نے خیبر پہنچ کے بڑا زور باندھا ہے۔ آٹھ مضبوط قلعے اُن کے قبضے میں ہیں۔ اور وُہ عربوں کے ایک بہت بڑے قبیلے کو اپنے ساتھ ملا کے مدینہ پر چڑھائی کرنے کے منصُوبے باندھ رہے ہیں ٭

یہ لوگ پہلے بھی مکّہ والوں کو اپنے ساتھ ملا کے مدینہ پر چڑھائی کر چکے تھے۔ اور خندق کی لڑائی انہیں کی شرارت سے ہوئی تھی۔ اب جو رسُول اللہ کو اِن کے منصُوبوں کی خبر ملی۔ تو آپ نے مناسب سمجھا۔ کہ مدینہ میں بیٹھ کے اُن کے حملے کا انتظار کرنے کی بجائے خیبر پر ہلّہ بول دیا جائے ٭

Marfat.com

خیبر کی لڑائی میں سولہ سو صحابی رسولِ خدا کے ساتھ تھے۔ مسلمانوں نے جاتے ہی یہودیوں کے قلعوں کو گھیر لیا ساتھ ہی راستوں پر فوج مقرر کر دی۔ تاکہ باہر سے انہیں کوئی مدد نہ پہنچ سکے۔ یہودیوں کے اور قلعے تو ایک ایک کر کے فتح ہو گئے۔ صرف قموص کا قلعہ جس کا سردار یہودیوں کا مشہور پہلوان مرحب تھا۔ فتح ہونے میں نہیں آتا تھا۔ کئی صحابی باری باری فوج لے کے گئے۔ پر کامیابی نہ ہوئی۔

حضرت علی کی آنکھیں دُکھتی تھیں۔ اِس لئے وہ خیبر کی لڑائیوں میں شریک نہ ہو سکے۔ ایک صُبح کو رسول اللہ نے انہیں بُلوایا۔ اپنا خاص عَلَم دیا۔ پھر اُنہیں قموص پر حملہ کرنے کا حُکم دے کے اُن کے حق میں دُعا فرمائی۔ مرحب خود حضرت علی کے مقابلہ پر نکلا۔ لیکن انہوں نے اِس زور کی تلوار ماری جو سر کو کاٹ کے دانتوں تک اُتر آئی۔ مرحب کے مرتے ہی حضرت علی فوج کو لے کے بڑھے اور یہودیوں کو ریلتے دھکیلتے قلعہ کا دروازہ توڑ کے اندر گھس گئے۔ اور قموص دیکھتے دیکھتے فتح ہو گیا۔

یہودیوں کی شرارتوں سے مسلمانوں کو ...

پر رسُول خدا نے اُن کے قصُور معاف کر دیئے۔ اور اُن سے اِس شرط پر صُلح کر لی۔ کہ خیبر کی زمین تو اُنہیں کے پاس رہے۔ وُہ صرف آدھی پیداوار مسلمانوں کو دیتے رہیں۔

جو مسلمان کافروں کے ظُلم سے تنگ آ کے حبش چلے گئے تھے۔ اُن میں کچھ تو پہلے ہی واپس آ گئے تھے۔ باقی خیبر کی فتح کے زمانے میں لَوٹے۔ اِن میں رسُول اللہ کے چچیرے بھائی حضرت جعفر بن ابی طالب بھی تھے۔ مسلمانوں کو اُن کے آنے کی بڑی خوشی ہوئی ؎

Marfat.com

رُومیوں سے جنگ

حدیبیہ کی صُلح کے بعد رسُولِ خدا نے آس پاس کے مُلکوں کے بادشاہوں کے نام خط لکھے۔ اور انہیں اسلام کی طرف بُلایا۔ حبش کا بادشاہ نجاشی تو فوراً مسلمان ہو گیا۔ مصر کے حاکم نے اسلام تو قبُول نہ کیا۔ البتہ آپ کے جو بھائی خط دے کے گئے تھے۔ اُن کی بڑی عزّت کی۔ اور اُن کے ہاتھ آپ کے لئے بہت سے تحفے بھیجے۔ اُس کے نام آپ نے جو خط بھیجا تھا۔ وہ اب تک موجود ہے۔

ایران کا بادشاہ خسرو پرویز بڑا مغرور تھا۔ اُس نے بادشاہت کے گھُمنڈ میں رسُول اللہ کے خط کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ آپ کو خبر ملی۔ تو فرمایا۔ کہ جس طرح اُس نے میرے خط کو ٹکڑے ٹکڑے کیا ہے۔ خدا اُس کی بادشاہت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔ کچھ عرصے کے بعد خبر ملی۔ کہ خسرو پرویز اپنے بیٹے کے ہاتھوں مارا گیا ہے۔ اور اُس کی

Marfat.com

سلطنت ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی ہے +

اِن بادشاہوں میں رُوم کا عیسائی بادشاہ بھی تھا۔ جس کی سلطنت عرب کی سرحد سے یورپ کے اندر دُور تک پھیلتی چلی گئی تھی۔ اُس نے آپ کا خط پڑھا۔ تو دِل نے گواہی دی۔ کہ یہ اللہ کے سچّے نبی ہیں۔ جن کے آنے کی خوش خبری اگلے نبیوں نے دی ہے۔ پر جب اپنے درباریوں کے تیور بدلے دیکھے۔ تو اُس کی نیّت ڈانواں ڈول ہوگئی +

رُوم کے بادشاہ کی ماتحتی میں ایک سردار تھا۔ جس کے قبضے میں عرب کی سرحد کے پاس کا کچھ علاقہ تھا۔ ایک صحابی اُس کے پاس آپ کا خط لے کر گئے۔ خط پڑھ کر وہ بہت بگڑا۔ اور اُنہیں قتل کر ڈالا۔ ساتھ ہی مدینہ پر چڑھائی کی تیّاریاں شروع کر دیں۔ آپ کو معلوم ہُوا۔ تو حضرت زید بن حارثہ کو فوج دے کے عیسائیوں کے مقابلے پر بھیجا۔ زید آپ کے غلام تھے۔ آپ نے انہیں آزاد کر دیا تھا۔ سب سے پہلے جو چار شخص آپ پر ایمان لائے۔ اُن میں ایک یہ بھی تھے +

شام کے علاقے میں مُوتہ ایک چھوٹی سی بستی ہے۔

Marfat.com

یہیں عیسائیوں سے مُسلمانوں کی مڈبھیڑ ہوئی۔ عیسائی ایک لاکھ کے قریب تھے۔ اور مُسلمان صرف تین ہزار۔ حضرت زید ہاتھ میں عَلَم لئے اِس چھوٹی سی فوج کے آگے آگے تھے۔ وُہ بڑی بے جگری سے لڑے۔ لیکن آخر نیزوں کے زخم کھا کے گرے اور گرتے ہی دم توڑ دیا۔ انہیں گرتے دیکھ کے حضرت جعفر گھوڑے سے کُودے اور بڑھ کے عَلَم سنبھالا۔ وُہ ابوطالب کے بیٹے اور شیرِ خُدا حضرت علی کے بھائی تھے۔ جن دِنوں اِدھر بدر۔ اُحد اور خندق کی لڑائیاں ہوئیں۔ وُہ حبش میں تھے۔ اِس لئے انہیں اسلام کی حمایت میں تلوار اُٹھانے کا موقع نہیں مِلا تھا۔

موتہ کی لڑائی میں وُہ پہلی دفعہ میدان میں آئے۔ تو اگلی پچھلی کسر پُوری کر دی۔ وُہ جدھر جُھکتے۔ دُشمن کی فوج کا بڑا حصّہ اُدھر ہی جُھک پڑتا۔ جسم زخموں سے چھلنی ہو رہا تھا۔ خُون کے تھمے ہوئے لیکن ہاتھ برابر چل رہا تھا۔ ایک وار آ کے ایسا پڑا۔ کہ دہنا ہاتھ کٹ گیا۔ اُنہوں نے عَلَم بائیں ہاتھ سے سنبھالا۔ بایاں ہاتھ بھی کٹ گیا۔

Marfat.com

تو دانتوں سے پکڑا۔ آخر زخموں سے چُور ہو کے گرے۔ اب ایک اَور صحابی حضرت عبد اللہ بن رواحہ نے سنبھالا۔ اور پھر زور کی لڑائی ہونے لگی۔ حضرت نوّے زخم کھا کے شہید ہوئے۔ وُہ صُورت شکل میں رسُولِ خدا سے بہت ملتے تھے۔

عبد اللہ بن رواحہ شہید ہو گئے۔ تو حضرت خالد بن ولید عَلَم لے کے بڑھے۔ اور اِس زور سے حملہ کیا۔ کہ دُشمن کی فوج ہٹ گئی۔ اِس لڑائی میں حضرت خالد کے ہاتھ سے نَو تلواریں ٹُوٹیں۔ اور وُہ مسلمانوں کی فوج کو دُشمن کے گھیرے سے صاف بچا کے لے آئے۔

خالد بن ولید جو صُلح حدیبیّہ کے بعد مسلمان ہوئے تھے بڑے اُونچے درجے کے سپاہی تھے۔ اور فوج کو لڑانے کا ڈھنگ خُوب جانتے تھے۔ رسُولِ خدا نے اُنہیں سیف اللہ یعنی اللہ کی تلوار کا خطاب دیا تھا۔

آپ کی وفات کے بعد شام اور ایران میں جو لڑائیاں ہوئیں۔ اُنہیں سر کرنے میں حضرت خالد کا بڑا حصّہ ہے۔

Marfat.com

مکّہ کی فتح

حدیبیہ کی صُلح کو دو برس ہو چکے تھے۔ کہ عرب کے دو قبیلوں میں جھگڑا ہو گیا۔ اِن میں ایک قریش کا دوست تھا دُوسرے نے مسلمانوں سے عہد نامہ کر رکھا تھا۔ قریش نے اپنے دوست قبیلہ کا ساتھ دیا۔ بلکہ اُس کے ساتھ مِل کے دُوسرے قبیلے پر بڑے بڑے ظُلم توڑے۔ رسُول اللہ کو خبر مِلی تو آپ نے قریش کو کہلا بھیجا۔ کہ ہمارے دوستوں کا جو نقُصان ہُوا ہے۔ یا تو وُہ پُورا کر دو۔ یا پھر ظالموں کا ساتھ چھوڑ دو۔ یہ دونوں شرطیں منظور نہیں۔ تو اعلان کر دو۔ کہ حدیبیّہ کی صُلح ختم ہوئی۔ قریش نے غُصّہ میں آ کے کہہ تو دیا۔ کہ ہمیں تیسری شرط منظور ہے۔ لیکن بعد میں بہت پچھتائے۔

ہجرت کے آٹھویں برس رمضان کے مہینہ میں رسُولِ خدا دس ہزار جاں بازوں کو ساتھ لے کے مکّہ کی طرف چلے۔

Marfat.com

نویں دن نجران کی بستی میں پڑاؤ ڈالا۔ یہاں سے مکّہ تک صرف ایک دن کا سفر تھا۔ اُدھر قریش کا سردار ابوسفیان ٹوہ لگانے صُبح سویرے مکّہ سے چلا تھا۔ نجران پہنچا۔ تو رات ہو چکی تھی۔ دیکھا۔ کوسوں تک مسلمانوں کی فوج پھیلی ہوئی ہے۔ ہر قبیلے نے الگ الگ الاؤ روشن کر رکھے ہیں۔ اور اُن کے گرداگرد لوگ بیٹھے باتیں کر رہے ہیں۔ دبے پاؤں آگے بڑھا۔ اور مسلمانوں کی ٹکڑیوں سے بچتا چلا۔ اُدھر سے حضرت عمرؓ آ رہے تھے۔ اُنہوں نے ابوسفیان کو دیکھا تو تلوار کھینچ لی۔ وُہ تو بڑی خیر گزری کہ رسُول اللہ کے چچا حضرت عبّاس نے پہنچ کے ابوسفیان کو بچا لیا۔ نہیں تو حضرت عمرؓ اُس کا سر اُڑا دیتے ؛

حضرت عباس اُسے لے کے رسُولِ خدا کی خدمت میں پہنچے۔ ابوسفیان نے مسلمانوں کو بڑے بڑے دُکھ دیئے تھے۔ مدینہ پر بار بار حملے کئے تھے۔ عرب کے قبیلوں کو ابھار کے مسلمانوں کے مقابلے پر کھڑا کر دیا تھا۔ اور اسلام کو مٹانے میں کوئی بات اُٹھا نہیں رکھی تھی۔ لیکن رسُول اللہ تو ساری دُنیا کے لئے رحمت تھے۔ ابوسفیان آپ کے

Marfat.com

سامنے آیا۔ تو اُسے بھی معاف کر دیا ؎

قریش مسلمانوں کے آنے کی خبر سن کے ایسے سہمے ہوئے تھے۔ کہ مقابلہ کرنے کی ہمّت نہ پڑی۔ ہاں کچھ جوشیلے نوجوانوں نے ایک جگہ مسلمانوں کو روکا اور دو صحابیوں کو شہید کر دیا۔ لیکن جب مسلمانوں نے تلوار نکالی تو بارہ لاشیں چھوڑ کے بھاگ کھڑے ہوئے ؎

قریش نے کعبہ میں بہت سے بُت لا کے رکھ دیئے تھے۔ اِن میں سب سے بڑا بُت ہبل تھا۔ جو یاقُوت کا بنا ہُوا تھا۔ کافر اُسے اپنا پالنے والا جانتے تھے۔ اور اُس کے سامنے اپنی حاجتیں پیش کرتے تھے۔ رسُول اللہ نے اِن بُتوں سے کعبہ کو پاک کیا۔ اور دیواروں پر نبیوں کی جو تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ اُنہیں مٹا ڈالا۔ کعبہ صاف ہو چکا تو رسُولِ خدا نے اندر جا کے نماز پڑھی ؎

نماز پڑھ کے آپ نے کعبہ کے دروازے کھول دیئے۔ اور قریش کو بلوایا۔ وُہ سب سہمے ہوئے تھے۔ کہ دیکھیں آج کیا ہونا ہے۔ سب آ چکے تو آپ نے فرمایا۔ اللہ ایک ہے۔ اُس کے سوا کوئی خدا نہیں۔ اور اُس کا کوئی ساجھی نہیں۔

Marfat.com

اُس نے اپنا وعدہ پُورا کیا۔ اپنے بندے کی مدد کی۔ اور سارے جتھوں کو توڑ دیا۔ اے قریش تم اپنے باپ دا وا کی بڑائی پر فخر کرتے تھے۔ خُدا نے تمہارا یہ غرور مٹا دیا۔

پھر قرآن کی کچھ آئتیں پڑھ کے پُوچھا "تم جانتے ہو۔ مَیں تم سے کیا سلُوک کرنے والا ہُوں" یہ سُن کے سب پُکار اُٹھے "تو شریف بھائی اور شریف بھتیجا ہے"۔

آپ نے فرمایا۔ جاؤ آج تمہارے تمام قصُور معاف کر دیئے گئے۔ تم سب آزاد ہو۔ اِن لوگوں میں بہت سے ایسے تھے۔ جنہوں نے بڑے سخت جُرم کئے تھے۔ اِس لئے وُہ سمجھتے تھے۔ کہ ہمیں شاید معافی نہ ملے۔ ابوسفیان کی بیوی ہندہ انہیں لوگوں میں تھی۔ وُہ مُنہ چھپا کے آئی۔ اور اسلام قبول کرنے کے بعد کہنے لگی۔ آپ نے مجھے نہیں پہچانا۔ مَیں ہندہ ہُوں۔ اُس کا جُرم تو بڑا سخت تھا۔ اُس نے حضرت حمزہ کو قتل کروایا تھا۔ اُن کے لاش کو ٹکڑے ٹکڑے کیا تھا۔ پر آپ نے اُسے معاف کر دیا۔ حضرت حمزہ کا قاتل وحشی بھی کانپتا ہُوا۔ سب کا خیال تھا۔ کہ اسے جان کی امان نہیں ملے گی۔ لیکن اُسے بھی معافی

Marfat.com

مل گئی ۔

مکہ والوں میں کچھ لوگ مسلمان ہو گئے۔ اور کچھ ابھی تک اپنے باپ دادا کے مذہب پر جمے ہوئے تھے۔ پر سب کو امان مل گئی۔ اور کسی کو مسلمان ہونے پر مجبور نہیں کیا گیا ۔

Marfat.com

حنین

رسُول اللہ مکّہ میں تھے۔ اتنے میں خبر ملی۔ کہ ہوازن کے قبیلہ کے لوگ اکٹھے ہو کے مسلمانوں سے لڑنے آ رہے ہیں۔ اور بہت سے دُوسرے قبیلے بھی اُن سے آ ملے ہیں۔ ہوازن بہت بڑا قبیلہ تھا۔ اور اُس کے پاس لڑائی کے سامان کی بھی کمی نہیں تھی۔ آپ بارہ ہزار سپاہیوں کو ساتھ لے کے دُشمن کے مقابلے پر نکلے۔ اِن میں دس ہزار جاں نثار تو وُہ تھے۔ جو آپ کے ساتھ مدینہ سے آئے تھے اور دو ہزار مکّہ والوں میں سے۔ پر اِن دو ہزار میں بہت سے ایسے تھے۔ جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے۔

مکّہ اور طائف کے درمیان حنین کی وادی ہے مسلمان جب یہاں پہنچے۔ تو ابھی پُوری طرح اُجالا بھی نہیں ہُوا تھا۔ گھاٹیاں صبح کے دھندلکے میں لپٹی کھڑی تھیں۔ یکایک ہر طرف سے تیروں کی بوچھار ہونے لگی۔ اور ہوازن نے

Marfat.com

بیٹھے ہی تو گھات لگائے بیٹھے تھے۔ بجلی کی تیزی سے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔ یہ حملہ اِس طرح اچانک ہُوا تھا۔ کہ مسلمانوں کی فوج میں بھاگڑ مچ گئی۔ سب سے پہلے مکّہ والے بھاگے۔ اُنہیں بھاگتے دیکھ کے دُوسروں کے قدم بھی اُکھڑ گئے۔ اور میدان میں صرف رسُول اللہ۔ حضرت عباس۔ حضرت علی اور بعض خاص خاص جان نثاروں سمیت کھڑے رہ گئے۔

آپ نے دہنی طرف رُخ کرکے پکارا۔ "اے انصار"
آواز آئی "ہم حاضر ہیں۔ پھر بائیں طرف رُخ کرکے اپنے ساتھیوں کو پکارا۔ اُدھر سے بھی "حاضر حاضر" کی آوازیں آئیں۔ آپ اپنی سواری کے خچر سے جس کا نام دُلدل تھا۔ کُود پڑے۔ اور پکار کر کہا۔ میں اللہ کا نبی ہوں میں عبدالمطّلب کا بیٹا ہوں۔

یہ آواز اِس طرح گونجی۔ کہ مسلمان یا تو بھاگے جا رہے تھے۔ یا پلٹ کے ہوازن کی فوج پر دہنے بائیں سے اِس طرح آگرے۔ کہ دشمن جو بڑھے چلے آرہے تھے۔ گھبرا کے پیچھے ہٹے۔ بہت سے بہادر جوش میں گھوڑوں سے کُود پڑے۔ اور تلواریں سونت سونت کے کافروں کے لشکر میں گھس

Marfat.com

گئے۔ یہ حملہ اِس زور کا تھا۔ کہ کافر بھاگ کھڑے ہوئے۔
حنین سے کچھ دُور اوطاس ایک جگہ ہے۔ یہاں کافروں
نے کچھ فوج اکٹھی کر رکھّی تھی۔ پر یہاں بھی شکست کھائی۔
اور ہزاروں قیدی مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ اِن قیدیوں
میں بی بی حلیمہ کی بیٹی شیما بھی تھیں۔ جو آپ کی دُودھ شریک
بہن تھیں۔ آپ نے پہلے تو انہیں نہ پہچانا۔ پر جب اُنہوں
نے کہا۔ کہ مَیں آپ کی دُودھ شریک بہن شیما ہُوں۔ ساتھ
ہی کچھ اتے پتے بتائے۔ تو آپ کھڑے ہو گئے۔ پھر اپنی
چادر بچھا کے اُنہیں بٹھایا۔ اور دیر تک اُن سے باتیں
کرتے رہے۔ پھر کہا۔ آپ چاہیں۔ تو میرے ساتھ مدینہ
چلی چلیں۔ چاہیں۔ تو اپنے قبیلے میں چلی جائیں۔ انہوں نے
اپنے قبیلے میں جانا پسند کیا۔ آپ نے اُن کو بہت سی اُونٹ
بکریاں دے کے بڑی عزّت سے وطن بھجوا دیا۔

Marfat.com

تبوک

مکہ کو فتح ہوئے آٹھ نو مہینے ہو چکے تھے۔ کہ خبر ملی۔ روم کا بادشاہ بڑے لاؤ لشکر کے ساتھ عرب پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ ساتھ ہی یہ خبر بھی آئی۔ کہ عیسائیوں کی فوجیں چل چکی ہیں۔ اور شام کی سرحد پر عیسائی عربوں کے جو قبیلے آباد ہیں۔ وہ اُن میں آ آ کے شامل ہوتے جاتے ہیں ۔

اس سال سارے عرب میں قحط پڑا ہوا تھا۔ انسان اناج کو ترس گئے تھے۔ اور جانور چارے کو۔ لیکن جب رسول اللہ نے لڑائی کی تیاری شروع کی۔ تو مسلمانوں نے اپنی اپنی ہمت کے مطابق تیاری میں حصہ لیا۔ بعض نے گھوڑے اور اونٹ دیئے۔ بعض نے سونا چاندی۔ عورتوں نے اپنے زیور اتار اتار کر دیئے۔ جن لوگوں کے پاس کچھ نہیں تھا۔ انہوں نے مزدوری کی۔ اور جو کچھ ملا۔ وہ اپنے ساتھ لے آئے

Marfat.com

صحابیوں میں حضرت عثمان بہت دولت مند تھے۔ انہوں نے تین سو اونٹ جو لڑائی کے سامان سے لدے ہوئے تھے۔ پیش کیے۔ حضرت عمرؓ کے پاس جو کچھ تھا۔ اُس میں سے آدھا حاضر کر دیا۔ لیکن ابوبکر سب سے بڑھ گئے یعنی گھر میں جتنا روپیہ پیسہ مال اسباب تھا۔ سب اُٹھا لائے۔ آپ نے پوچھا۔ ابوبکر اپنے بال بچّے کے لئے کیا رکھّا۔ جواب دیا اللہ اور اللہ کا رسُول ؛

رسُول اللہ مدینہ سے چلے۔ تو آپ کے ساتھ تیس ہزار سپاہی اور دس ہزار گھوڑے تھے۔ اِس سے پہلے مسلمانوں نے اتنی بڑی فوج کبھی جمع نہیں کی تھی۔ راستہ بڑا کٹھن تھا۔ بیچ بیچ ایسے ریتیلے میدان پڑے۔ جہاں زہریلی ہوائیں چلتی ہیں۔ اور قافلوں کے قافلے تباہ ہو جاتے ہیں۔ آپ اِن ریتیلے میدانوں کو لیٹتے۔ پیاس کی مصیبتیں جھیلتے تبُوک پہنچے۔ جو مدینہ سے چودہ منزل کے فاصلے پر ہے۔ آپ کے مقابلے پر دشمنوں کی کوئی فوج تو نہ آئی۔ ہاں آس پاس کے بعض عیسائی حاکم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے اُن سے صُلح کر لی۔ اور تبُوک میں کوئی بیس دن

Marfat.com

رہ کے مدینہ لوٹے ۔

دیکھو شروع میں اسلام بہت آہستہ آہستہ پھیلا تھا۔ ہاں حدیبیہ کی صلح کے بعد اسلام کو بڑی ترقی ہوئی۔ لیکن جب رسول اللہ تبوک سے واپس آئے۔ تو یہ حالت ہوگئی۔ کہ روز قبیلوں کے قبیلے مدینہ آتے اور ایمان کی دولت سے مالا مال ہو کر لوٹتے۔ کچھ عرصے میں عرب بھر کے لوگ مسلمان ہوگئے۔ اور قبیلوں میں پتھر کی جو مورتیاں پوج رہی تھیں سب توڑ ڈالی گئیں ۔

Marfat.com

آخری حج

ہجرت کے دسویں سال رسُولِ خُدا حج کے لئے مدینہ سے نکلے۔ سارے صحابی آپ کے ساتھ تھے۔ راستہ میں اور لوگ بھی آ آ کے مِلتے جاتے تھے۔ مکّہ تک پہنچتے پہنچتے یہ حال تھا۔ کہ جدھر نظر اُٹھتی تھی۔ مُسلمان ہی مسلمان نظر آتے تھے +

آپ نویں دِن مکّہ پہنچے۔ چھوٹے چھوٹے بچّوں نے جب سُنا۔ کہ رسُول اللہ تشریف لائے ہیں۔ دَوڑ پڑے۔ آپ نے اُنہیں اپنے اُونٹ پر بٹھا لیا۔ کعبہ پر نظر پڑی۔ تو آپ اُونٹ سے اُتر پڑے۔ کعبہ کا طواف کیا۔ طواف کے وقت آپ یہ کہتے جاتے تھے۔ اے خدا ہم تیرے سامنے حاضر ہیں۔ تیرا کوئی ساجھی نہیں۔ سب تعریفیں تیرے لئے ہیں۔ مُلک تیرا ہے۔ نعمتیں تیری ہیں۔ اور تیرا کوئی ساجھی نہیں +

Marfat.com

طواف کرکے نماز پڑھی اور کہا۔ اللہ کے سوا کوئی پوجا کے لائق نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اُس کا کوئی شریک نہیں۔ مُلک اُسی کا ہے۔ سب تعریفیں اُسی کے لئے ہیں۔ وہ ہر چیز پر قُدرت رکھتا ہے۔ اُس کے سوا کوئی پُوجا کے لائق نہیں۔ اُس نے اپنا وعدہ پُورا کیا۔ اپنے بندے کی مدد کی۔ اور سب جتھوں کو توڑ دیا۔

جُمعہ کے دِن ذی الحج کی نویں تاریخ کو سب مسلمان عرفات کے میدان میں جمع ہوئے۔ کوئی سوا لاکھ کا مجمع تھا۔ رسُولِ خدا نے اُونٹنی پر سوار ہوکر آخری تقریر کی۔ آپ نے فرمایا:-

اے لوگو! شاید میں اِس جگہ پھر تُم سے نہ مِل سکوں اِس لئے میری باتیں غور سے سُنو۔

اے لوگو جس طرح آج کے دِن اِس مہینہ اور اِس شہر کی عزّت کرتے ہو۔ اِسی طرح ایک دُوسرے کے مال اور جان کی عزّت کرو۔ اور اُسے اپنے آپ پر حرام سمجھو۔ دُوسروں پر ظُلم نہ کرو شیطان نا اُمید ہو چکا ہے۔ کیونکہ یہاں اب اُس کی پُوجا

Marfat.com

نہیں کی جائے گی۔ خبردار! میرے بعد سچّائی کے راستے سے بھٹک نہ جانا۔ ایک دُوسرے کا خُون نہ بہانا۔ عورتوں کے ساتھ نرمی اور شفقت سے پیش آنا۔ غُلاموں سے اچّھا سلُوک کرنا۔ جو خود کھانا انہیں کھلانا جو خود پہننا اُنہیں پہنانا۔ اُن سے کوئی غلطی ہو جائے تو معاف کر دینا۔

اے لوگو میں تُم میں قرآن چھوڑے جاتا ہُوں۔ اگر تُم اِس پر عمل کرو گے۔ تو کبھی گمُراہ نہیں ہو گے۔ جو کام کرو سچّے دل سے کرو۔ مسلمانوں کا بھلا سوچتے رہو۔ آپس میں ایکا رکھّو۔

پھر فرمایا "خُدا تم سے میرے بارے میں پُوچھے گا۔ تو تم کیا جواب دو گے"۔

لوگوں نے کہا۔ ہم یہ کہیں گے۔ کہ آپ نے خدا کا پیغام ہم تک پہنچایا۔

آپ نے تین بار فرمایا۔ اے خدا گواہ رہنا۔ اے خدا گواہ رہنا۔ اے خدا گواہ رہنا۔

Marfat.com

یہ رسُول اللہ کا آخری حج تھا۔ اِس لئے اسے حجتہ الوداع کہتے ہیں۔ آپ نے اِس موقع پر جو باتیں کہیں۔ اُن سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ آپ کے ذمّے جو کام تھا۔ آپ اُسے پُورا کر چکے۔ اور تھوڑے دِنوں میں دُنیا سے رُخصت ہو جائیں گے۔

Marfat.com

خُدا کی نعمت

رسُول اللہ عرفات سے چلے۔ تو راستے میں یہ آیت اُتری۔
آج میں نے تمہارے دین کو مکمّل کر دیا۔ اپنی نعمت تم پر
پُوری کر دی۔ اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔

اِسلام خُدا کی بہت بڑی نعمت ہے۔ یہ نعمت ہمیں
قرآن کے ذریعے ملی ہے۔ قرآن خدا کی کتاب جو ہمارے
نبی پر اُتری ہے۔ لیکن یہ کتاب پُوری کی پُوری ایک ہی
دفعہ نہیں اُتری۔ بلکہ تھوڑی تھوڑی کرکے اُترتی رہی
ہے۔ حجۃ الوداع تک خدا کے سارے حُکم آ چکے تھے۔ اور
یہ بات پُوری طرح بتا دی گئی تھی۔ کہ کیا کیا کریں۔ اور کن
کن چیزوں سے بچتے رہیں۔ یعنی دین مکمّل ہو چکا تھا۔
اور خدا کی نعمت پُوری ہو چکی تھی۔

اِسلام کے ارکان یعنی بڑے بڑے اصُول پانچ ہیں۔
سب سے پہلے ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ کہ وُہ اللہ کو

Marfat.com

ایک سمجھے۔ اُس کے سوا کسی کی پوُجا نہ کرے۔ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلّم کو اللہ کا رسُول اور اُس کا بندہ جانے۔ نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ اور حج باقی کے چار ارکان ہیں۔جن کی پابندی ہر مسلمان پر ضروری ہے ؂

اِسلام سے پہلے عرب کے لوگوں کا یہ حال تھا۔ کہ پابندی سے کوئی کام نہیں کر سکتے تھے۔ نماز سے پابندی کی عادت پڑی۔ خدا کے سامنے گردنیں اس طرح جُھکیں۔ کہ پھر کسی کے سامنے جُھک نہ سکیں۔ روزوں سے بھُوک پیاس کی سختیاں اُٹھانا سیکھیں۔ اور خدا کی عبادت کے اِن طریقوں میں ایسا لُطف آیا۔ کہ طبیعت آپ سے آپ بُرائیوں سے ہٹ گئی ؂

ہم سب مسلمانوں کے لئے پانچ وقت کی نماز پڑھنا اور رمضان کے مہینے میں تیس دن کے روزے رکھنا ضروری ہے۔ نماز تو کسی حالت میں معاف نہیں ہو سکتی۔ ہاں اگر کوئی شخص بیمار یا سفر میں ہو۔ تو اُسے اجازت ہے۔ کہ روزہ نہ رکھے۔ اور جتنے روزے ٹوٹیں بعد میں رکھ لے ؂

ہم مسلمان پانچ وقت کی نماز اپنے گھروں میں یا محلّہ کی مسجد میں

Marfat.com

پڑھتے ہیں۔ لیکن اکیلے نماز پڑھنے سے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا بہتر ہے۔ جُمعہ کے دِن شہر کی بڑی مسجد میں، ہم سب اکٹھے ہو کے نماز پڑھتے ہیں۔ سال بھر میں دو عیدیں آتی ہیں۔ اِس موقع پر ہم شہر کے باہر کِسی میدان میں نماز پڑھنے جمع ہوتے ہیں ؛

ہر مسلمان کے لئے زندگی بھر میں ایک دفعہ حج کرنا ضروری ہے۔ عرب کے لوگ حضرت ابراہیمؑ کے زمانے سے حج کیا کرتے تھے۔ پر انہوں نے حج کی رسموں میں اپنی طرف سے بھی بہت رسمیں رِیتیں شامل کر دی تھیں۔ رسولِ خدا نے حج کو اِن رسموں سے پاک کیا۔ اور مسلمان برس کے برس مکہ میں جمع ہو کر عبادت کے ساتھ ساتھ آپس میں میل جول پیدا کرنے۔ اور ایک دُوسرے کا دُکھ سُکھ سُن کے مدد کے طریقے سوچنے لگے ؛

اِسلام میں ہر کام مِل کے کرنے پر بڑا زور دیا گیا ہے اور تو اور، ہم مسلمان عبادت بھی مِل کے کرتے ہیں۔ نہ جُمعہ اور عید کی نماز اکیلے دکیلے پڑھی جا سکتی ہے۔ نہ حج ہو سکتا ہے ؛

Marfat.com

خوش حال مسلمانوں پر فرض ہے۔ کہ سال کے سال اپنی آمدنی کا ایک حصّہ اللہ کے راستے میں دے دیا کریں۔ اسے زکوٰۃ کہتے ہیں ؎

یہ تو اسلام کے پانچ بڑے بڑے اصُول ہوئے۔ ان کے علاوہ بھی ہم پر بہت سی باتوں کی پابندی ضروری ہے۔ سچے مسلمان جھُوٹ نہیں بولتے۔ چوُری نہیں کرتے۔ شراب نہیں پیتے۔ جُوا نہیں کھیلتے۔ سُود نہ لیتے ہیں۔ نہ دیتے ہیں۔ اپنے رشتہ داروں۔ پڑوسیوں۔ یتیموں۔ بیواؤں کی مدد کرتے ہیں۔ تمام مسلمانوں بلکہ سارے انسانوں کے ساتھ اچھی طرح پیش آتے ہیں۔ کسی کا حق نہیں چھینتے۔ کسی کی بُرائی نہیں کرتے۔ انسان تو انسان اُن سے جانوروں کا دُکھ بھی نہیں دیکھا جاتا ؎

اِسلام نے جہاد کی بڑی تاکید کی ہے۔ خُدا کا نام بلند کرنے کے لئے ہر قسم کی کوششیں کرنا اور مصیبتیں اُٹھانا جہاد ہے۔ اللہ کے راستے میں تلوار اُٹھانا اور دُشمنوں سے لڑنا بھی اِسی میں شامل ہے۔ مسلمانوں نے پہلے مدّت تک تلوار نہیں اُٹھائی۔ لیکن جب کافروں نے اُنہیں

Marfat.com

سنایا۔ توخدا نے اُنہیں بھی اپنے بچاؤ کے لئے لڑنے کا حکم دیا۔ اصل میں سچے مسلمان لوٹ مار کے لئے نہیں۔ بلکہ دُنیا کو فساد سے پاک کرنے کے لئے لڑتے ہیں۔ اِس طرح کی لڑائی لڑائی نہیں۔ بلکہ ایک قسم کی عبادت ہے۔ جہاد میں جو لوگ جانیں دے کے ہمیشہ کی زندگی پاتے ہیں۔ وُہ شہید کہلاتے ہیں۔ سچے مسلمان لڑتے وقت عورتوں۔ بچوں اور بوڑھوں پر ہاتھ نہیں اُٹھاتے۔ کھیتوں کو تباہ نہیں کرتے سبز درختوں کو نہیں کاٹتے۔ دُوسرے مذہب کے لوگوں کی عبادت گاہوں کو نہیں گراتے۔ وُہ قول کے سچے اور بات کے دھنی ہوتے ہیں۔ جو کہتے ہیں۔ وُہی کرتے ہیں۔ جو اُن کی زبان پر ہے۔ وُہی دِل میں ہے۔

اللہ کا شکر ہے۔ کہ اُس نے ہمیں مسلمان بنایا۔ اور اسلام جیسی نعمت بخشی۔ ہم ذات پات۔ رنگ۔ نسل کی اُونچ نیچ کو نہیں مانتے۔ ہم میں کوئی چھوٹا بڑا نہیں ہم سب بھائی بھائی ہیں۔ اور اللہ کے نزدیک ہم میں سے اُنہیں کا رُتبہ بڑا ہے۔ جو نیکی اور پرہیزگاری میں دُوسروں سے بڑھے ہوئے ہیں۔

Marfat.com

ہم چالیس کروڑ سے اُوپر ہیں۔ اور دُنیا کے سارے مُلکوں
میں پھیلے ہوئے ہیں۔ بہت سے مُسلمان عرب۔ ایران۔ عراق۔
شام۔ فلسطین اور افغانستان میں آباد ہیں۔ اور افریقہ کے
دُوسرے مُلکوں میں ہمارے جو بھائی بستے ہیں۔ اُن کی گنتی بھی
کروڑوں تک پہنچتی ہے۔ پاکستان میں ہم ساڑھے پانچ کروڑ
ہیں۔ ہندوستان میں ساڑھے چار کروڑ۔ [illegible] میں کوئی [illegible] کروڑ۔
رُوس میں تین چار کروڑ۔ ایشیا کے مشرقی [illegible] ملایا۔ جاوا۔
بورنیو اور سماٹرا کے علاوہ کئی چھوٹے چھوٹے جزیروں میں بھی
ہماری آبادی سات کروڑ سے کچھ ہی کم ہے۔

یورپ میں ہماری گنتی کم ہے۔ پھر بھی یورپ کا کوئی مُلک
ایسا نہیں جہاں مسلمان موجود نہ ہوں۔ ترکی میں ہمارے بھائیوں
کی حکومت ہے۔ البانیہ چھوٹا سا مُلک ہے۔ لیکن وہاں بھی ہماری
تعداد دُوسرے مذہبوں کے ماننے والوں سے [illegible]
کی ریاستوں میں ہمارے [illegible]
آباد ہیں۔ اور [illegible]
ہماری [illegible]
آبادی [illegible] ہے۔

Marfat.com

وفات

ہمارے نبی پیغمبری کا رُتبہ پانے کے بعد تئیس برس زندہ رہے۔ اِن میں سے ۱۳ برس مکّہ میں گزرے۔ اور دس برس مدینہ میں۔ قوموں کی زندگی سُدھارنے کے لئے یہ مدّت بہت تھوڑی ہے۔ لیکن اللہ کی قُدرت دیکھو۔ کہ اِس عرصے میں عرب سے وُہ تمام بُری رسمیں جو سینکڑوں برسوں سے چلی آ رہی تھیں۔ مِٹ گئیں۔ اور سارے عرب نے بُتوں کی پُوجا چھوڑ کے سچّے خُدا کے سامنے سر جُھکا دیا۔

رسُولِ خدا دُنیا میں اپنا کام پُورا کر چکے۔ تو خدا کا بُلاوا آیا۔ ہجرت کے گیارھویں سال صفر کے مہینے میں آپ کو بُخار ہُوا۔ مسجد نبوی کے پاس حضرت بی بی عائشہ کا حُجرہ تھا۔ بیماری کے زمانے میں وُہیں رہے۔ اور وہیں وفات پائی۔ ایک دِن ذرا طبیعت سنبھلی۔ تو مسجد میں گئے۔ اور منبر کی نِچلی سیڑھی پر بیٹھ کے فرمایا:۔

Marfat.com

اے لوگو مجھے معلوم ہُوا ہے کہ تم میری موت سے ڈرتے ہو۔ کیا اگلے نبیوں میں سے کوئی ہمیشہ زندہ رہا ہے، میں بھی پہلے نبیوں کی طرح جلد اپنے مولا سے ملنے والا ہُوں۔ اور تم سب بھی ایک دن خدا سے جا ملوگے۔ جن لوگوں نے اسلام کے لئے اپنا گھربار چھوڑا۔ اُن سے اچھا سلوک کرنا۔ اے مہاجرین انصار کے ساتھ بھلائی سے پیش آنا۔ ان میں سے جو نیک ہوں اُن پر احسان کرنا۔ جو قصور وار ہوں انہیں معاف کر دینا۔ اور میرے کنبہ کی عزت کا خیال کرنا۔

وفات کے دن صُبح کے وقت آپ کی طبیعت کچھ سنبھل گئی تھی۔ لیکن دن چڑھا، تو غش آنے لگا۔ تیسرے پہر بے چینی بڑھ گئی۔ اِس حالت میں آپ کی زبان پر یہ الفاظ تھے "نماز نماز۔ لونڈی غلام" آخری وقت آیا۔ تو تین دفعہ انگلی اُٹھا کے فرمایا۔

Marfat.com

سب سے بڑے ساتھی کے پاس" اور آپ سب سے بڑے ساتھی سے جا ملے۔

آپ کو غسل دے کے تین چادروں کا کفن پہنایا گیا۔ اور پھر اسی حجرے میں جہاں آپ نے وفات پائی تھی، آپ کو دفن کر دیا گیا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

اسی مصنف کی دوسری کتابیں

۱۔ سیرت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۔ سیرت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۔ سیرت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۴۔ سیرت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بھی تیار ہیں
جو تاج کمپنی لمیٹڈ۔ لاہور و کراچی سے
مل سکتی ہیں

Marfat.com

Marfat.com

تاج کمپنی لمیٹڈ
لاہور کراچی

Marfat.com

تاج
کمپنی لمیٹڈ
لاہور کراچی

Marfat.com